SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 06, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three past five in the evening with Acting Chairman (Mr Khalil-ur-Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا O ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعد نا اللہ و رسولہ و صدق اللہ و رسولہ وما زاد ھم الا ایمانا وتسلیما O من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر ومابدلوا تبدیلا O

(ترجمہ) تم کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبر صلی اللہ

علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔ مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

(سورۃ الحزاب: ۲۱ تا ۲۳)

جناب قائم مقام چیئرمین، بسم اللہ الرحمن الرحیم

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب شجاع الملک بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ ۲ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر محمد سعید صدیقی نے اپنی بیٹی کی شادی میں مصروفیات کے باعث مورخہ ۶ تا ۹ دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب محمد سرور خان کاکڑ نے ناسازی طبع کی بنا پر مورخہ یکم دسمبر تا اختتام حالیہ اجلاس، رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب رحمت اللہ کاکڑ نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۶ دسمبر تا اختتام حالیہ اجلاس، ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب سکندر حیات خان بوسن نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں۔اس لیے مورخہ ۴ تا ۱۱ دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سردار یار محمد خان رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر پشاور جا رہے ہیں ۔ اس لیے مورخہ ۶ اور ۷ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب زاہد حامد وزیر مملکت برائے دفاع نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر جا رہے ہیں۔اس لیے مورخہ ۶ تا ۱۶ دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب محمد اجمل خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ لاہور اور کراچی کےسرکاری دورے پر ہیں۔اس لیے مورخہ ۶ تا ۹ دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now getting down to the business of the House.

میری ایک عرض ہے کہ آج Private Members Day ہے ۔ and it is like mother of all days ۔ اگر آپ نے زیادہ پوچھے تو آپ ہی کا نقصان ہے ۔ some beautiful business پروفیسر صاحب آپ کا تو کافی کچھ مواد اس میں ہے۔اس لیے keep them very short. Let us have two, three from here and two or three from there, let us get on with the Bill.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Right, sir.

Mr. Acting Chairman: Otherwise, we will not be able to finish this. Yes please Prof. Sahib.

Points of Order : An Accident in Lahore.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا

ممنون ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔ دراصل لاہور میں جھولوں کے ٹوٹنے سے جو حادثہ ہوا ہے اور جس میں پانچ نونہال شہید ہوئے ہیں، ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس سے جو بنیادی مسئلہ ہمارے سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ جو سہولتیں تفریح کے لئے فراہم کی گئی ہیں وہ نہ صرف یہ کہ ناکافی ہیں بلکہ غیرمحفوظ ہیں۔ اس کی نگرانی اور اس قسم کے واقعات کے اعادے کو روکنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ کے توسط سے ایوان اور حکومت کے متعلقہ افراد کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں اور اس بات کا مطالبہ کروں کہ اس کو lightly نہ لیا جائے اور جس طرح ہوتا رہا ہے اس قسم کے معاملات میں کہ ہم اس کو دیکھیں گے اور مناسب اقدام کئے جائیں گے، اس کا اعادہ نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اس معاملے میں مؤثر کارروائی کی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you. اس طرف سے کوئی ہے۔ حمید اللہ جان آفریدی۔ One from here and one from there. جی۔

Alotment of Green Belt by the C.D.A.

سینیٹر جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک دو دن پہلے "DAWN" کی ایک خبر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں بتایا گیا ہے کہ CDA نے ایک گرین بیلٹ جو کہ پوری F-6 and F-7 کے درمیان ہے till Margalla Road وہ less than one rupee per sq yard ایک پرائیویٹ پارٹی کو عنایت کردی ہے جو کہ total 130 کنال کا رقبہ ہے اور اس کی market value 3 billion سے Plus کی ہے۔ جناب چیئرمین! آج تک سی ڈی اے کی تاریخ میں کوئی بھی گرین بیلٹ کسی کو عنایت نہیں کی گئی ہے۔ اگر سی ڈی اے سمجھتا ہے کہ وہ وہاں پر پرائیویٹ لوگوں کو دے کر کلب بنا دے اور وہ پھر پرائیویٹ ممبرز کے لئے دو، دو، تین، تین لاکھ روپے وہ owner definitely مانگیں گے membership دینے کے لئے۔ سی ڈی اے کا کل دس لاکھ روپے کا خرچہ نہیں ہونا ہے اگر کوئی باسکٹ بال کورٹس یا ٹینس کورٹس بنانے ہیں تو سی ڈی اے مہربانی کرکے اس پر خود پیسہ لگائے اور public کے لئے open چھوڑ دے۔ جناب چیئرمین آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے جس میں اس کو دیکھا جائے کہ اس میں ان کا main مقصد کیا

ہے۔ اور یہ ایسے عنایت کیوں ہوا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Do you want to answer that or let it pass. Do you want to answer it?

ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیر مملکت برائے داخلہ)، جناب چیئرمین! سی ڈی اے کی کوشش یہ ہے کہ اسلام آباد میں زیادہ سے زیادہ recreational facilities کا بندوبست کیا جائے اور open spaces کو بھی استعمال کیا جائے۔ جس گرین بیلٹ کا انہوں نے ذکر کیا۔ جہاں تک میری معلومات ہیں وہاں پر کسی قسم کی construction کی اجازت نہیں ہے۔ ٹینس کورٹس اور یہ facilities provide کی گئی ہیں۔ having said that sir ! اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کی irregularities ہیں تو ہم اس کی کسی طرح بھی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم خود اس کوشش میں لگے ہیں کہ سی ڈی اے میں وہ لوگ جو کسی قسم کی irregularities میں ملوث ہیں ان کو دیکھا جائے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں دیکھئے اگر آپ نے اتنی assurance دے دی ہے۔ I don't think that should be reffered it to the Senate Standing Committee۔ جی رخسانہ زبیری صاحبہ۔

(مداخلت)۔

Mr. Acting Chairman: Look, it is a point of order, you made a point of order.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب! کمیٹی کے لئے یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں private party کو دینے کی ضرورت نہیں ہے Tennis اور Squash Courts بنانے کے لئے اس میں بہت بڑا چکر ہے۔ اس کو لازماً کمیٹی کے سپرد کرائیں۔ until and unless کمیٹی کے حوالے یہ نہیں ہوگا تو اس irregularity کا پتا نہیں چلے گا۔ and I can assure sir, کہ اس میں واقعی بہت بڑا چکر ہے اور Minister صاحب کو کوئی اعتراض

نہیں ہے کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے ۔ مہربانی کرکے اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

Mr. Acting Chairman: What you say?

ڈاکٹر شہزاد وسیم، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم transparency پر believe کرتے ہیں اور کسی قسم کی بھی irregularities اگر کہیں پر بھی ہو ہم اس کو برداشت نہیں کرتے۔

Mr. Acting Chairman: Fine. what is the sense of the House? Should we refer it to the Committee? Well, it is referred to the Standing Committee on Interior. Rukhsana Zubairi Sahiba.

Railway Link Between Khokra Par to Monabao

Senator Rukhsana Zubairi: Thank you Mr. Chairman, I would like to draw your attention to the communique which came out after Secretary level talks between India and Pakistan on Khokra Par Monabao Railway Link. India side was ready to the extent that they gave a date of October, 2nd, 2005 while Pakistani delegation was lead by Chairman, who said that it needs a lot of work; we can not give a date. That shows our preparedness, that's beside the points. The point I want to draw your attention is that now the Railway Ministry is asking for 2.5 billion for putting up a new track. Sir, at the present time

ابھی National Statisics Bureau کی رپورٹ سامنے ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں 447% less trade deficit ہوا ہے۔ اور اگر last مہینے کا دیکھا جائے تو it has 742% trade deficit ہوا in the month of November. ہے

Sir, in this back drop 2.5 billion is a huge amount to be spent on

something like our rail link while presently Mirpur Khas to Khokarapar link is already functional, there are trains, once a week going from Mirpur Khas to Khokaraprar. Now Khokarapar to Zero Point, the service was disrupted in 1965 after the war andas we do to our national assets, the line has been removed for some reason, we arenot going into the detail. So, what I demand is that 128 million was primarily sent tothe Prime Minister for refurbishing the railway line and also the railway stations. So, I would say that instead of putting 2.5 billion, delaying the project for a many number of months and we don't know if at that timeit will be useable or not, such a good advice goes through you sir, good idea would be that they should look into the option of spending 128 million or less by repairing the line. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you, Saadia Abbasi Sahiba.

Rise in Water Table because of Construction of Ghazi Brotha Dam

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman, I would like to draw your attention to the issue of the Ghazi Brotha Dam and the diversion of the Indus river. This was an issue that was raised by the residents of those areas at the time when this project was initiated and at that time they said that this will affect the water table in that area, this will affect the agriculture in that area and it will cause the massive diversion of the Indus river. Today the fact is that the project is completed and at that time those who were the sponsors of the project, they said that nothing like

that would happen and once the canal is complete and the water starts flowing in that water channel then the Indus will resume its normal course. In fact, the fact today is that those of you who travel to Peshawar frequently, you will see that at the confluence of the Kabul and the Indus river, the Indus today is a trickle and people can actually cross the vast stretch of the Indus at that point and in fact there is a report today in the news about it. So, this is a very important matter and on this the Minister for Environment must inform us about it, must tell us that what is the environmental impact of this and how are they going to ractify it.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Minister sahib, do you want to answer this?

Malik Amin Aslam(Minister of State for Environment): Mr. Chairman, this is a very serious issue and it belongs not only to my constituency but also to my ministry and this issue was raised about two weeks back and we had a meeting at the Ghazi Brotha Traqiati Idara which is an NGO to deal with the problems of the effecties.

اور آج ہی میں نے اپنی منسٹری میں بھی کہا ہے.

we have started a process by which we will get the donor which is the World Bank as well as the WAPDA Ministerial Cell together, to see if the issue is really there because there was the study done and the object of that study was that during winter months, they would be at minimum level provided into the Indus and that is apparently not taking place. So, we will have it investigated and it is a serious issue and on the other side it

belongs also to my own constituency. So, we will deal with it and we will let the Senate know about it.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Tanvir Khalid sahiba.

سینیٹر تنویر خالد: شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ جب یہ منوڑا اور کھوکھراپار کے train track کے بارے میں آیا تھا تو اگر بوجوہ وہ track اب ہمارے پاکستان میں نہیں ہے، وہ remove کر دی گئی تھی تو اس میں اخراجات تو ہوں گے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ minimum کس قدر ہوں، اس کا جائزہ لیا جائے، نگرانی کی جائے، دیکھا جائے اور وہاں پر track بنائے جائیں کیونکہ دونوں طرف سے ارادہ ہے کہ لوگوں کی سہولت کے لئے both ways traffic ہونی چاہیے تاکہ آنا جانا ہو جائے۔ اس کے لئے track تو بنانا ہے، وہ بنایا جائے اور کم سے کم اخراجات کئے جائیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Mr. Enver Baig.

Re: Dr. A.Q. Khan's Investigation

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, I have raised this question last week but unfortunately at that time the honourable Minister for State for Foreign Affairs was not in the House. Luckily he is in the House today. I would like to know from him that the CIA report which came in the "New York Times" last week, it was reproduced in Pakistani newspapers regarding Dr. A. Q. Khan, accusation of his transferring technology to Iran. I would like to know from the honourable Minister, has the Government decided to extradite Dr. Khan or he will be interrogated by CIA and FBI Officials in Pakistan?

Mr. Acting Chairman: Thank you. You know, you have to answer as you want to. Anybody from here on a point of order.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir , the honourable Minister is here.

Mr. Acting Chairman: Yes, he is here, he noted it down, he is not supposed to reply you , it is a point of order.

ہدایت اللہ صاحب۔

Re: Law and Order Situation in the Country

سید ہدایت اللہ شاہ، شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! اس وقت میں امن و امان کے بارے میں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں کہ پورے ملک میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال ہے، وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ خاص طور پر صوبہ سرحد کے علاوہ پنجاب میں اور سندھ میں جو اس وقت صورتحال ہے، وہ بڑی ابتر ہے۔ ابھی سندھ میں شکار پور کے اندر دو ججوں کو اغواء کر لیا گیا ہے اور ایک گاؤں میں ان کو یرغمال بنا دیا ہے اور حکومت ابھی تک ان کو برآمد کرنے میں fail رہی ہے کامیاب نہیں ہو سکی۔ لہذا، وزیر داخلہ صاحب یہ بتائیں کہ ملک میں اس وقت امن کی صورتحال انتہائی قسم کی خطرناک ہے اگر ججوں کا یہ حال ہے کہ ان کے لئے حفاظتی اقدامات نہیں کئے جاتے تو عام شہریوں کے کیا حالات ہوں گے تو اس نسبت سے میری یہی گزارش ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Abdullah Riar sahib

Re: Management of Foreign Reserves

Senator Abdullah Riar: Mr. Chairman! I would like to bring your attention to the statement made by the Prime Minister yesterday on the National Television Network and in explaining the status of the financial position of the country; the Prime Minister went at length in explaining that 12 billion dollar reserve has been placed in the International Market under a fund or some kind of placement through International institutions, an asset management fund has been advised to

manange these foreign reserves for Pakistan on a conservative basis. My question through this is and I would like the honourable Minister Incharge for the Prime Minister Secretariat, if he can enlighten the members of this august forum that what kind of standard was used, what measures were used to short list the fund management or fund managers and on what terms and conditions these assets were and the foreign exchange was handed over for the placement and in what insititution and what currencies, it was placed. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. I don't think, Minister would like to answer, it is a point of order. Bukhari sahib it is a point of order.

یہ point of order ہے، انہوں نے note کر لیا ہے۔ No, please sit down, please, sit down۔ بخاری صاحب بولیں۔

Re: Bad Condition of the Road Connecting the Motorway

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، میں sir, گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک road ہے، Motorway zero point کے درمیان کا ٹکڑا، کئی میل سڑک ہے، روز ہر شخص وہاں سے گزرتا ہے، وہ اتنی خراب حالت میں اور برس ہا برس سے وہ بہت خراب حالت میں ہے۔ ایک تو اس پر کسی وقت کوئی mishap ہو سکتا ہے اور دوسرا وہاں اتنی slow traffic ہو جاتی ہے کہ لوگوں کا بہت time waste ہوتا ہے۔ مجھے اندازہ نہیں کہ اس کو نہ بنانے کی وجہ کیا ہے جبکہ ہر شخص وہاں سے گزرتا ہے اور ہر شخص کی ضرورت کی وہ چیز ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Buledi sahib.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ جبکہ متعلقہ Minister یہاں موجود ہوتے ہیں تو point of order کا فائدہ یہی ہوتا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Not necessarily,

بلیدی صاحب! اپنا point of order ہے، آپ کے پاس کیوں نہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میری پاس ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، تو پھر بولیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، آپ اس روایت کو ختم نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ بالکل روایت نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، وہاں جو بھی Chair کرتا تھا، وہاں ذمہ دار Minister تھے، وہ اس کی باقاعدہ وضاحت کرتے تھے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ کتاب لکھی ہوئی ہے، آپ اسے پڑھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، پھر تو ہم motion کو لائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ کا اپنا point of order ہے تو آپ بولیں۔

Re: Behaviour of Coast guard F.C.

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میرا point of order یہ ہے کہ یہ وزیر صاحب داخلہ موجود ہیں تو یہاں ہمارے بلوچستان میں route ہے، Coast Guard, FC اور جتنی بھی ایجنسیاں ہیں، میں ابھی آیا تھا، میرے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا تو میں وہاں باقاعدہ Coast Guard کے Head Quarter میں خود اترا ہوں، میں کیپٹن سے ملا ہوں اور وہاں میں نے check کیا۔ مشاہد صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور ہماری جو کوئٹہ میں briefing ہوئی تھی، انہوں نے [illegible]ding دی کہ drug اور اسلحہ کے علاوہ کوئی چیز آپ نہ پکڑیں اور اس میں جو چھوٹے موٹے Custom act میں items آتے ہیں، ان کو بالکل آپ touch نہ کریں۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ وہاں لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے اور عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کی جا رہی ہے تو وزیر صاحب داخلہ سے کہتا ہوں کہ خصوصی ہدایت ان کو دیں کہ یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور واقعہ پیش آئے، یہ عوام ہیں، پاکستانی ہیں، ان کو آرام سے، Coast Guard کہہ رہے تھے کہ ہم

check نہیں کرتے ہیں۔ مشاہد حسین صاحب! میں نے وہاں خود دیکھا کہ ایک بس کو وہ آدھا آدھا گھنٹہ check کرتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ادھر دیکھیں' ہاں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس لئے اس مسئلے کو وزیر داخلہ صاحب یہاں موجود ہیں' اس کو note کریں اور اپنی FC اور Coast Guard والوں کو ہدایت جاری کریں۔ دوسری بات وزیر داخلہ سے یہ ہے کہ پنجگور میں ایک فٹ بال گراؤنڈ ہے وہاں پر F.C والوں نے قبضہ کیا ہے۔ وہ عوام کی property ہے وہاں پر لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ لہذا ان کو بھی آپ check کریں کہ وہاں پر F.C والوں کے قبضے کا کیا جواز ہے؟ وہاں کے لوگوں نے ہم کو باقاعدہ complaint کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ' بلیدی صاحب۔ Would you respond to him?

Senator Dr. Shahzad Waseem (Minister of State for Interior): Yes.

Mr. Acting Chairman: Let's respond him.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! میں نے ان کی شکایت کا notice لے لیا ہے۔ F.C والوں سے بات بھی ہوئی تھی۔ جناب چیئرمین! وہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ڈیزل بھی سمگل کرتے ہیں۔ کچھ اور چیزیں بھی لوگ سمگل کرتے ہیں تو اس وجہ سے اکثر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ چاہوں گا کہ ان کا بھی ہمیں co-operation چاہیے تاکہ ہم اس مسئلے کو حل کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ Rule 216 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس rule میں point of order کے متعلق کہا گیا ہے کہ points of order کس طرح raise ہوں گے' کس طرح آپ اجازت دیں گے؟ یہ بات تو میں

کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ یہ points of order اس طرح proceedings میں نہ لائے جائیں۔ اگر کوئی لانا چاہے تو آپ Adjournment Motion frequently اور liberally ان کو بے شک entertain کریں لیکن جناب والا! Rule 216 خاص طور پر نمبر 4 پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

Subject to the provisions of sub-rules (1), (2) and (3), a member may formulate a point of order and the Chairman shall decide whether the point raised is a point of order, and if so, give his decision thereon, which shall be final.

اب جتنے بھی یہاں points of order آتے ہیں ان پر chair کی طرف سے کوئی ruling نہیں آتی کہ یہ point of order ہے یا point of order نہیں ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوگا کہ ہماری debate میں یہ ساری چیزیں points of order پر چلیں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بھنڈر صاحب! دیکھیں، یہ پرانا مسئلہ ہے۔ یہ پرانی بیماری ہے۔ پروفیسر صاحب کی بھی اس پر لمبی گفتگو ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ چونکہ ہمارے adjournment motions وغیرہ نہیں آتے تو ہم پوچھیں گے۔ تو ہم نے اسے allow کیا ہے۔

We are trying to curb it down, today I am really curbing it down. Thank you so much.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، نہیں، میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ کی ruling ہر point of order کے بعد ضروری ہے کہ out of order ہے یا in order ہے۔ اگر in order قرار دیں گے تو وہ اور بات ہوگی اگر out of order قرار دیں گے تو پھر کوئی نہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر صاحب! آپ کا کیا خیال ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں بھنڈر صاحب کی بات کی قدر کرتا

ہوں لیکن یہ ایک Constitutional deviation ہے جس میں یہ ہے کہ اگر ضابطے کے خلاف کوئی چیز ہو۔ یہاں ہم نے اس کے لئے موقع رکھا ہے کہ جو چیزیں بالعموم نہیں آتیں اور ان کا آنا ضروری ہوتا ہے اس لئے ہم پوچھتے رہتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: We have built the law here. Yes, we have broken it.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، rules لے آئیے اور rules بنا لیجئے۔ پھر سارا دن points of order پر چلیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پھر اس کے لئے ہم zero hour رکھ لیتے ہیں۔ دیکھیں آپ rules بنا رہے ہیں تو اس میں یہ بھی add کروا دیں۔

I think you will do that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! میری ایک گزارش ہے کہ we are already modeling the rules. اس میں یہ ہے کہ یہ points of order نہیں بنتے۔ اس لئے at the end of the sitting ان کو رکھ لیں۔ اس کے لئے schedule کر لیں half an hour تو جو بھی معزز رکن کوئی بھی بات کرنا چاہے کرے not during the formal business, transaction.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، ٹھیک ہے۔ آج انہیں کرنے دیتے ہیں۔ آپ rules بنائیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، آپ ترامیم لے آئیں۔ ہم unanimously آدھے گھنٹے کے لئے پاس کر دیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! بھنڈر صاحب rules کے بارے میں کہہ رہے ہیں تو اس کے بارے میں میری amendment pending ہے۔ وہ privileges committee کے پاس pending ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، تو آپ وہ privileges committee میں کر دیں۔

رضا خان آپ بولیں۔

Re: Development Funds given to the Senators

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین ! میرا point of order میرا خیال ہے کہ rules کے مطابق ہے۔ وہ یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈز جو ہم تمام سینیٹرز کو دیئے گئے تھے اور ان کو جون تک خرچ ہونا چاہیے تھا۔ جون 2004 تک ہمارے 10 million روپے خرچ ہونے چاہیے تھے۔ اب دوسروں کے بارے میں تو میں exact نہیں بتا سکتا۔ میری ترقیاتی فنڈز کی position یہ ہے کہ اسلام آباد سے ۲۲ ستمبر کو 7 million روپے release ہوئے اور rules کے مطابق تین مہینے میں ان تمام کاموں پر مکمل کام ہونا چاہیے تھا۔ یعنی ۲۲ دسمبر تک ہماری تمام سکیمیں جو واپڈا سے متعلق تھیں یا دوسرے اداروں سے متعلق تھیں تمام کی تمام مکمل ہونی چاہیے تھیں۔ کوئٹہ میں اب تک یہ ہے کہ میری سکیموں کا award تک نہیں ہوا ہے۔ دو بار میں گیا ہوں۔ وہاں کوئی بریگیڈیئر صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑی اہم میٹنگ میں مصروف ہے۔ تمام متعلقہ افسران سے اے۔ جی۔ پی۔ آر وہاں کے ہیں۔ اب تک جناب یہ پوزیشن ہے ترقیاتی فنڈز کی ۔ اور ادھر سے آپ کہتے ہیں کہ پچاس لاکھ روپے اور خرچ کریں ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ تمام سینیٹر صاحبان کو ہمارے علاقوں میں جو فنڈز ملے ہیں ان کی تکمیل کا کام نہ ہونے کے برابر ہے ۔ اس کا کوئی سنجیدہ نوٹس لیا جائے ۔ مقررہ وقت پر وہاں کے اداروں واپڈا اور اے۔ جی۔ پی۔ آر کو پابند کیا جائے ۔ اب کسی کو یہ پتا نہیں کہ کس سکیم کے against یہ پیسے چلے گئے ۔ واپڈا اور اے۔ جی۔ پی۔ آر والے اس انتظار میں ہیں تو یہ position ہے ۔ اگر آپ نے اس طریقے سے پیسہ ضائع کروانا ہے تو اس کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کریں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ ۔

No more points of order. Item No. 2. It stands in the name of Mrs. Razina Alam Khan. Please move the motion.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، move کریں جی ۔ آپ move کریں ۔ میں نے چھ

It is five past 6 o' clock بجے تک وقت رکھا تھا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! ابھی ایک ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین، جی دو ہوگئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین - Alright, the last and utterly last one. رزینہ عالم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ ایک last point of order آرہا ہے۔ ثناء اللہ بلوچ۔

Re: Accidental Death of the two Kids in Balochistan

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب چیئرمین ! جس طرح کہ میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا ۔ جناب فرنٹیئر کور اور کوسٹ گارڈ کے ناروا سلوک اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ زیادتی کا مشاہدہ خود مشاہد حسین صاحب نے کیا اورعملاً اور لفظاً بلوچستان کے عوام اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ ہماری کمیٹی میں بھی محسوس کیا۔

گذشتہ جمعہ کو تربت شہر میں دو معصوم بچے آٹھ آٹھ سال کے اسکول کی طرف جا رہے تھے ۔ تربت شہر کے مین بازار میں قائم جو mini cantonment ہے ۔ جسے نیم چھاؤنی فرنٹیئر کور کی کہتے ہیں ۔ اس کی بس نے بڑے وحشیانہ انداز میں وہ دو بچے کچل دیئے ۔ اور دونوں ہلاک ہوگئے ۔ اس سے پہلے ہم نے ایک مطالبہ کیا تھا ۔ جناب پورے بلوچستان میں آپ کو ایک صنعتی علاقہ نہیں ملے گا ۔ کوئی تعلیمی علاقہ نہیں ملے گا ۔ پورا بلوچستان چھاؤنیوں کا منظر پیش کر رہا ہے ۔ خود تربت شہر کے اندر اس وقت ساڑھے چار سو ایکڑ زمین فرنٹیئر کور کے زیرقبضہ گراؤنڈ سمیت ہے ۔پنجگور شہر کے اندر دو ایکڑ زمین جو پرائم لینڈ۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر ایک ہوتا ہے ۔ آپ کے کتنے ہیں؟

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب یہ ایک ہی پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ میری آپ بات سنیں۔ فرنٹیئر کور نے پورے بلوچستان کے تمام شہروں میں، سبی، چاغی، نوشکی، چمن، کوئٹہ ۔۔۔۔ جناب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ادھر سے کہتے ہیں کہ لوگوں کا احساس محرومی ختم کریں گے تو ہماری گزارش یہ ہے محترم منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اسلام آباد میں آپ recreational

centre بنائیں ، کیا بلوچستان کے لوگوں کا یہ حق نہیں ہے کہ فرنٹیئر کور ان کا گراؤنڈ خالی کردے-----

Mr. Acting Chairman: Sana- Ul-lah Sahib, please address the Chair.

Senator Sanaullah Baloch: Sir, I am addressing you.

Mr. Acting Chairman: You are not.

Senator Sanaullah Baloch: Sir, I am addressing you. Minister is there to reply.

Mr. Acting Chairman: Please address me.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب مختصر گزارش یہ ہے کہ جو بھی شہر کے اندر ، فٹ بال گراؤنڈز پر ، زمینوں پر یا main شہر میں اپنی mini چھاؤنیاں بنائی ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے وزارت داخلہ کو آپ تاکید کریں اور ہدایت کریں کہ لوگوں کو کم از کم اس طرح سے ہلاک نہ کریں ۔ جناب دو معصوم بچوں کی ہلاکت کی تحقیقات ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شہزاد وسیم صاحب اس کا آپ نوٹس لے لیں ۔

Item No. 2. It stands in the name of Mrs. Razina Alam Khan. Please move the motion.

MOTION RE: LITERACY IN THE COUNTRY

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب چیئرمین ! میری تحریک ہے کہ یہ ایوان ملک میں خواندگی کی صورتحال کو زیر بحث لائے ۔

جناب والا ! میں آئین کے Article 37 (b) کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں ۔

I quote "the State shall remove illiteracy and provide free and compulsory secondary education within minimum possible period."

جناب والا! آج ہمارے ملک کو بنے ہوئے 57 years ہوگئے ہیں۔ آج خواندگی کی شرح جو ہے وہ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق 54% ہے ۔ جس میں مردوں کی 66% اور عورتوں کی 41% ہے ۔ لیکن بین الاقوامی فورم پر اکثر ان اعداد و شمار کو question کیا جاتا ہے کہ کیا طریقہ کار ہے جس سے یہ اعداد و شمار اکٹھے کیے گئے ہیں کیوں کہ اعداد و شمار اکٹھا کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ تو census کا ہے اور دوسرا ملک گیر survey ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جو ہمارے تعلیمی منصوبے ہیں یا تعلیمی سرگرمیاں ہو رہی ہیں اس کا ایک percentage ہر سال literacy rate میں جمع کر دیا جاتا ہے اور اس طرح literacy rate ہر سال بڑھتا جاتا ہے۔بہر حال اگر 44% ہی ہے تو اس کے باوجود بھی جناب! اگر آج ہم دنیا میں دیکھیں تو ہمارا literacy میں ایک سو ستائیسواں نمبر ہے۔ اگر ہم South Asian countries کو دیکھیں تو سترہ ممالک میں ہماری position پندرھویں ہے جو انتہائی تشویش کا باعث ہے کیوں کہ تعلیم اور خاص طور پر ---literacy

جناب! میں literacy اور تعلیم کا فرق ایوان کے سامنے واضح کرنا چاہتی ہوں کہ جو خواندگی ہے یا literacy ہے وہ صرف سمجھ کر لکھنے پڑھنے کی استعداد ہے اور اب اس میں نئی چیز یہ add کی گئی ہے کہ بنیادی حساب کتاب بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے اور عملی خواندگی یعنی روز مرہ کے کام کرنے کی بھی کچھ صلاحیت ہے وہ بھی شامل ہو گئی ہے۔ یہ کسی degree کے لیے یا کوئی formal system of education نہیں ہے کہ جس کے لیے ہم کہیں کہ ملک میں تعلیم 100 فیصد نہیں ہوسکتی بلکہ خواندگی تو اب تک 100 فیصد ہو جانی چاہیے تھی۔

جناب والا! اگر ہم 1947 سے آج دن تک اپنے educational plans اور ان میں خواندگی کے جو اہداف مقرر کیے گئے ہیں ان کو سامنے رکھیں تو آج سے 30 سال پہلے ہمارے ملک میں خواندگی کی شرح 100 فیصد ہوسکتی تھی۔ اس کی اہمیت ہم سب جانتے ہیں۔ جناب والا! ملک کی ترقی کا کوئی بھی منصوبہ چاہے وہ population welfare ہو یا health کے لیے ہو یا کوئی بھی ہو وہ جناب! اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ہماری عوام لکھی پڑھی اور تعلیم یافتہ نہ ہو۔

جناب والا! ملک کی human resource development کی اہمیت بھی اس وقت

اجاگر ہوسکتی ہے جب عوام literate ہو گی، پڑھی لکھی ہو گی۔ اس طرح وہ ملک کی ترقی میں حصہ لینے کے قابل ہو گی۔ ملک کی ترقی، غربت، بے روزگاری اور خراب صحت یہ سب چیزیں خواندگی سے related ہیں کیوں کہ جب ایک انسان کو یہ پتا نہیں ہو گا کہ اس کی صحت کے لیے کیا چیز ضروری ہے یا اسے کیا کرنا ہے، اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں، جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ (فارسی---) اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے بھی علم کا ہونا اور کم از کم خواندگی کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کتاب پڑھیں تو اس کا ترجمہ بھی پڑھ کر سمجھ سکیں۔ پڑھنے کے قابل بھی اسی وقت ہو سکتے ہیں جب literate ہوں۔ جیسا کہ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ

"Education is a method of life and death for Pakistan"

اور مزید فرمایا کہ

"The world is progressing so rapidly that without requisite advance education not only we shall be left behind others but may be wiped out altogether."

جناب! غربت، جہالت، بے روزگاری ان سب کے خاتمے کے لیے خواندگی ضروری ہے۔ ناخواندگی کی وجہ جو research سے ثابت ہوئی ہے وہ غربت ہے کیوں کہ غربت کی وجہ سے لوگوں کے بچے سکول نہیں جا سکتے۔ اس کے علاوہ ہمارے تعلیمی ادارے اتنے ناکافی ہیں کہ ہماری enrollment rate 60% سے زیادہ نہیں ہے۔

جناب! پرائمری تعلیم کے لیے ایک Act بنا تھا "Compulsory Primary Education" کا، اس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہو سکا جیسا کہ ہونا چاہیے تھا اگرچہ پنجاب میں، Capital میں اور NWFP میں اس پر implementation ہو رہی ہے---

لیکن جس طرح کی impiementation اس پر ہونی چاہیے تھی جیسا کہ اگر کوئی اپنے بچوں کو سکول میں داخل نہ کرائے تو اس کی پوچھ گچھ ہو یا اس کا data base کسی کے پاس ہو تو جناب والا! وہ بھی موجود نہیں ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہاں جو drop out rate ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ primary

level پر drop out rate پہلے 50% تھا اور اب کم ہوکر تقریباً 40% ہوگیا ہے لیکن یہ بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ ہمارے ہاں اگر enrollment 60% ہے primary میں اور اس کے بھی اگر 50% یا 40% drop out ہو جائیں تو اس طرح ان پڑھ لوگوں کا ایک خزانہ جمع ہو رہا ہے یا ایک ذخیرہ جمع ہو رہا ہے اور اس میں ہر سال اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کوئی طریقہ نہیں ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ چار سال بعد، پانچ سال بعد یا کسی ایک stage پر آکر ہم اپنے ملک میں 100 فیصدی literacy لاسکتے ہیں۔

آج تک جو programmes شروع ہوئے ہیں literacy کے فروغ کے لیے وہ بھی بہت ineffective رہے ہیں کیونکہ ایک تو حکومتی stability نہیں تھی، programmes کی اسی وقت تک continuation ہوسکتی ہے جب حکومت کی stability ہو جو کہ پچھلے دس سالوں میں یا اس سے زیادہ عرصے میں بہت کم رہی۔

اس کے علاوہ literacy کے لیے کتابیں، teachers کی training ہے۔ کتابوں کا یہ ہے جناب، کہ research based کتابیں ہونی چاہئیں جو کہ field میں test کی جائیں۔ ان کا script ناخواندہ کے لیے ہرصوبے میں علیحدہ علیحدہ انہی کی زبان میں ہو اور بہت آسان زبان میں ہو اور وہاں پر اس کی پھر field testing کی جائے۔ پھر جو feed back آئے field سے، اس پر base کرتے ہوئے اس کی کتاب بنے لیکن ہمارے ہاں جتنی NGOs ہیں ان کے پاس تقریباً علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی علیحدہ literacy کی کتاب ہے، Ministry کی علیحدہ ہے اور بے شمار کتابیں ہیں جن میں بہت سی ایسی ہیں جو کہ دفاتر میں بیٹھ کر لکھی گئی ہیں اور اس میں وہ research نہیں کی گئی ہے جو کہ ان کتابوں کو لکھنے سے پہلے کی جانی چاہیے۔

اسی طرح، کوئی ایسا training institute نہیں ہے جہاں خواندگی کے لیے teachers کو train کیا جائے۔ Formal Education کے ہیں لیکن Nonformal Education and Literacy کا جناب والا! کوئی ایسا training center نہیں ہے۔ اس کے courses ہوتے ہیں، Ministry میں ہوتے ہیں اور کچھ NGOs کرواتی ہیں یا UNESCO کی training workshops ہوتی ہیں لیکن ضرورت اس چیز کی ہے کہ اس کا کوئی proper training

institute ہو۔

میں کچھ سفارشات مختصراً دینا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے یہ کہ جو ہمارے خواندگی کے projects ہیں جیسے ابھی "Education For All" ہے یا Nonformal Basic Education کے جو schools ہیں اور اس کے علاوہ جو NGOs کام کر رہی ہیں، وہ تمام programmes ایسے ہوں جو fool proof ہوں اور ان کا نتیجہ باقاعدہ computerized ہو۔ دوسرا طریقہ کار یہ ہے جناب، کہ جو monitoring ہے، ایک تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے plan بہت اچھے بن جاتے ہیں لیکن جب اس پر implementation کا وقت آتا ہے، monitoring and evaluation کا وقت آتا ہے تو وہاں پر ان میں کمی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے نتائج صحیح نہیں ہوتے تو ضرورت اس چیز کی ہے کہ ان کی monitoring and evaluation صحیح ہو اور ان پرعملدرآمد بھی ہو۔

اکثر یہ ہوتا ہے جناب والا! جیسے "Education for All" Programme ہے یا اور بھی کوئی ہیں وہ NGO کو دے دیے جاتے ہیں کہ کوئی NGO جو ہے وہ 300 یا 500 اس طرح کے مراکز قائم کرے اور پھر ان NGOs کی monitoring نہیں ہوتی، نہ ان کے پاس کوئی ایسا طریقہ کار ہے۔ جو NGOs reports دے دیتی ہیں وہ accept کر لی جاتی ہیں تو ضرورت اس چیز کی ہے کہ جب NGOs کی selection ہو تو وہ merit پر ہو اور ان کے programmes کو بھی monitor کیا جائے۔

اس کے علاوہ جناب والا! جو بجٹ ہے ہمارے ہاں Education پر، وہ ہم سب جانتے ہیں کہ 2% اور اس کے ارد گرد ہی رہا ہے، اس سے بڑھا نہیں ہے۔ میری یہ سفارش ہے کہ 4% تک ہم Education کے بجٹ کو لے جائیں لیکن capacity building پر بھی توجہ دی جائے کہ Education کا fund lapse نہ ہو بلکہ تمام کا تمام utilize ہو۔

اس کے علاوہ literacy میں سب سے زیادہ قباحت یہ ہے اور ہمارے ہاں یہی وجہ ہے کہ literacy rate نہیں بڑھ سکا، چونکہ جن علاقوں میں، یا گاؤں میں پھیلانے کی ضرورت ہے وہاں پر اخبارات آتے ہیں، نہ ہی کوئی ایسی activity ہوتی ہے اور نہ post literacy material فراہم کیا جاتا ہے۔ follow up اور post literacy material نہ ملے تو چھ مہینے میں جب ایک

ناخواندہ، خواندہ بنتا ہے اس سے بھی کم وقفے میں اپنی خواندگی کی skill بھول جاتا ہے۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ literacy کے ساتھ ساتھ ان کو post literacy activity یا بعد از خواندگی مواد فراہم کیا جائے۔

ایک چیز جو بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ خواندگی کو skill training programme کے ساتھ integrate کیا جائے کیونکہ صرف پڑھنے کے لئے جو ہمارے ملک میں پانچ کروڑ سے زیادہ ان پڑھ ہیں ان پانچ کروڑ سے زیادہ ان پڑھوں کو اگر ہم صرف پڑھنے کے لئے institutions, یا centres میں اداروں میں لائیں گے تو وہ نہیں آئیں گے جب تک ان کو کوئی ایسا ہنر سکھانے کے لئے نہ لایا جائے اور ہنر کے ساتھ ساتھ ان کو literate بھی کیا جائے۔ اس قسم کے پروگرام ہوں جو ان کی آمدنی کو بڑھانے میں مدد دے سکیں۔ اس کے لئے skill سکھانے کے مختلف طریقے ہیں اور یہ بہت specialized fields ہیں یہاں پر۔ میں ایک چیز اور کہنا چاہوں گا کہ National Literacy Commission جو ختم کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا جو ایک focal point تھا جہاں پر پوری literacy کا حساب کتاب رکھا جاتا تھا اس کے لئے strategy evolve ہوتی تھی اس کے لئے لائحہ عمل بنتا تھا اس کا طریقہ کار بنتا تھا وہ ختم ہو گیا ہے اور صوبوں میں چلا گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیم کو پھیلانا ہمارے آئین کے مطابق صوبوں کا کام ہے لیکن جو اسلام آباد میں National Literacy Commission تھا۔ میری یہ سفارش ہے کہ وہ ہو اور وہ تمام صوبوں میں جو کچھ خواندگی کے لئے ہو رہا ہے اس کا data base وہاں پر ہو۔

جناب والا! اب کوئی data base نہیں ہے ہر کوئی اپنا اپنا کام کر رہا ہے National Commission for Human Development ہے وہ بھی literacy پر کام کر رہا ہے وہ ان کا اپنا ہے، NGOs اپنا کر رہی ہیں، منسٹریاں اپنا کر رہی ہیں، لٹریسی کمیشن اپنا کر رہا ہے اور پتا نہیں ہے کہ کتنے لوگ literate ہوئے ہیں اور کیا صورت حال ہے۔ جب تک یہاں نیشنل لٹریسی کمیشن نہیں ہو گا خواندگی کے حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔

آخر میں، میں کہوں گی کہ میڈیا کا کردار بہت اہم ہے وہ اس ضمن میں اپنا فرض ادا کریں کہ ملک میں ناخواندگی دور کرنے کے لئے ایک باقاعدہ movement چلائی جائے اور اس کے مطابق کام ہو اور پوری قوم کو mobilize and motivate کرنے کے لئے میڈیا اپنا کردار

ادا کرے۔ آخر میں میں یہ کہتی ہوں کہ جہالت کے اندھیرے کو مل کر دور کرنے کے لئے اپنے اندر ایک تحریک پیدا کرنی چاہئیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ میری گزارش ہوگی کہ جو آگے سپیکر آ رہے ہیں وہ مختصر رکھیں تاکہ we can go through all these motions today. Rukhsana Zubari. you have said two minutes.

سینیٹر رخسانہ زبیری، سب سے پہلے تو

Sir, through you, I would like to appreciate the honourable Member's motion and have call for carrying out a movement to mobilize people. Sir, we need to focus what is the real cause as the honourable Senator has just mentioned that only 2% of the funds are allocated to the primary education and to the education that includes upto the college level. The Education Minister is here. I had put up a question that can he name a single country which sponsors Ph.d programmes and spends something like 500% more for higher eduction and his answer was, "well! you must ask this question to HEC". The problem is HEC is not here. So the problem is that we are the only country in the world

جو کہ پی ایچ ڈی پروگرام کو، higher education کو focus کر رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا Higher Education Commission جو ہے وہ پھر ہماری Defence Forces کے جو institutes for instance NUST ہے۔ پانچ سو ملین کے قریب تو صرف NUST میں خرچ کر رہا ہے تو ہمارا

focus has to be right. My only submission would be that the focus has to be right, the focus has to be the primary education, the education in colleges and not the Ph.d. If somebody wants to do Ph.d. One should pay

from one's own pocket. Thank you. sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much Khalid Ranjha Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا : جناب چیئرمین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم issue raise کیا گیا ہے، بہن روزینہ کی طرف سے اور اس کو ہمیں سنجیدگی سے دیکھنا چاہیے۔ ماضی میں بطور قوم like a pendulum we swung from one side to other side and did not know where to stop. کبھی تو ہم بات کرتے ہیں صرف تعلیم کی، کبھی بات کرتے ہیں ہم IT کی اور IT کو ایسے hive کرتے ہیں کہ بے شمار روپیہ IT میں غرق ہو گیا ہے اس کا رزلٹ کوئی نہیں نکلا اور اب جو ملک کا پورا focus ہے وہ higher education یا Higher Education Commission پر ہے۔

میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کی ضرورت خواندگی ہے اور اس میں ایک چیز جو سب سے اہم ہے، کبھی ہم تعلیم بالغاں کی بات کرتے ہیں، کبھی ہم NGOs کی بات کرتے ہیں، کبھی ہم formal education or informal education کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کو بالکل، قطعاً کوئی اعتماد نہیں ہے in informal education جب تک آپ اس تعلیم کو ایک دھارے میں لے کر نہیں آئیں گے اس وقت تک تعلیم عام نہیں ہو گی۔ کبھی موٹر وے پر جائیں اور آپ دیکھیں گے کہ بچیوں کو میلوں میلوں دور کھیتوں میں چل کے سکول تک جانا پڑتا ہے۔ Why can't we look into it. جب الیکشن ہوتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ ہاں جی جو پولنگ بوتھ ہے یہ ایک فرلانگ فاصلہ پر ہونا چاہیے، پولنگ بوتھ کا دائرہ حدود تین فرلانگ پر ہونا چاہیے۔ جب سکولوں کی بات آتی ہے، خدارا دیکھئے گا کہ ہم تو پہلے ہی بچیوں کو نہیں پڑھاتے۔ جب دیکھتے ہیں کہ بچیوں کو کھیتوں میں جانا پڑتا ہے اور پھر آپ روز اخبار میں پڑھتے ہیں کہ فلاں بچی سے زیادتی ہو گئی سکول جاتے ہوئے۔

میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ let us take this topic seriously and get on to formal education as a basis for literacy جب تک وہ نہیں ہوگا ہم کبھی

پی ایچ ڈی کی بات کریں گے، کبھی IT کی بات کریں گے اور میں ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں
کہ خدارا پوچھنے گا کہ پچھلے چار سال میں IT پر کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟
It was the total waste of money in the country اور پتا نہیں کہاں کہاں گیا ہے۔
Likewise جب NGOs خرچ کرتے ہیں ان کے پاس جو باہر سے پیسہ آتا ہے اس میں روپے
میں سے صرف چار آنے خرچ کیا جاتا ہے اس تعلیم پر، باقی پیسے پر وہ NGO خود survive
کرتی ہے۔ اس NGO میں افسران کی بیگمات بھی ہیں۔ اس NGO میں ہمارے سی ایس پی افسر
جو چھٹی لے کے وہاں کام کر رہے ہیں سب They are looking other ways round. تو
میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ آج ہم اس بات پر بحث کریں کہ جب تک ہم تعلیم کو formal
channel میں نہیں لے آتے اس وقت تک ہم literacy کا رونا روتے رہیں گے۔ Thank
you very much sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you Bungalzai Sahib. Not present?

آگئے ہیں، آگئے ہیں۔ دھیرج بابو ہیں یار۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ، جناب چیئرمین صاحب۔ سب سے پہلے میں محترمہ روزینہ عالم صاحبہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آج جب کہ ملک میں اندرونی، بیرونی اور معاشی محاذوں پر جس قدر افراتفری اور شور وغوغا مچا ہوا ہے، انہوں نے ایک ایسے مسئلہ پر ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے یقینی طور پر یہ ایک مثبت قدم ہے اور لائق صد تحسین ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین صاحب! حیرانی اس وقت ہوتی ہے جب لا الہ الا اللہ کے عظیم مقصد پر حاصل کیے گئے اس مملکت میں دو قومی نظریے کی اساس پر جب ہم نے ایک عظیم مملکت کی بنیاد رکھی تو پھر ہمیں ہمہ تن گوش ہو کر اسی ہدف اور مقصد کے حصول کی طرف گامزن رہنا چاہیے تھا مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک مملکت، ایک ریاست، ایک ملک ہونے کے باوجود بیسیوں اور سینکڑوں نصاب تعلیم میں ہمیں تعلیم دی جا رہی ہے۔ ہم نے ابھی تک یہ طے نہیں

کیا ہے ہمارا نصاب تعلیم کیا ہونا چاہیے اور کس pattern پر ہونا چاہیے اور ہم نے کس target کو achieve کرنا ہے۔ اس وقت بلا مبالغہ' بلا خوف تردید میں یہ بات اس ایوان میں کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ملک میں ان کا اپنا نصاب تعلیم ہے۔ جناب والا! پھر ستم بالائے ستم ملاحظہ فرمائیے کہ ہم نے اپنا تمام نصاب آغا خان فاؤنڈیشن کے حوالے کیا ہے۔ جناب! یہ ہم کس سمت جا رہے ہیں؟ جناب چیئرمین! قابل غور مقام ہے۔ آغا خان فاونڈیشن نے جو رسم بسم اللہ ادا کی ہے' جو questionnaire انہوں نے گلگت اور شمالی علاقہ جات میں تقسیم کئے ہیں' اس سے ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ کمسن بچوں اور بچیوں سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم نے کبھی sex کا injection inject کیا ہے؟ کیا ایک اسلامی مملکت میں اپنی بیٹیوں اور بیٹوں سے اس طرح کے سوالات کرنا درست ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی کافر ملک ہو' لامذہب ملک ہو' secular state ہو' وہاں بھی انہیں یہ جرات نہیں ہو سکتی ہے کہ ایسے سوال پوچھے جائیں۔

جناب چیئرمین! یہ غور کا مقام ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ڈوب مرنا چاہیے۔ اس مسئلہ کو میں نے اس ایوان میں اٹھایا تھا لیکن آج تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جناب وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ آپ یہ questionnaire مجھے دے دیں۔ میں نے questionnaire ان کے حوالے کیا تھا' لیکن آج تک اس پر کیا عمل ہوا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ اب تو اس حد (فارسی---) اب آپ اندازہ کریں کہ مرکز میں' آپ کے دارالحکومت اسلام آباد کے colleges میں' طلبا اور طالبات کے colleges میں ایسی عورتیں در آئی ہیں کہ جو اپنے آپ کو بزعم خود' بزعم خویش ڈاکٹر کہتی ہیں لیکن وہ ایسی مصنوعات کی تشہیر کرتی پھر رہی ہیں جو بچیوں کے دیکھنے کے بھی قابل نہیں ہیں۔

جناب والا! اپنی تعلیمی پالیسی تو ایک طرف رکھیئے۔ کیا ہم نے یہ ملک اسی لئے حاصل کیا تھا کہ ہم ملک میں فحاشی اور بے حیائی کا ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کریں؟ جناب چیئرمین! اس بارے میں مکمل طور پر تحقیات ہونی چاہئیں اور میں آپ کے توسط سے خاص طور پر اسلام آباد کے colleges میں جو مواد اس وقت تقسیم ہو رہا ہے' اس کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی enquiry وزارت تعلیم کی Standing Committee کے ذریعہ کی جائے یا ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کی مکمل enquiry کرے۔

دوسری اہم بات جو ہمارے liberal صدر اور ہمارے وزیر تعلیم اکثر و بیشتر فرماتے ہیں کہ انگریزی لازمی ہونی چاہیے۔ ان کی اس بات سے کوئی ذی ہوش اور ذی شعور شخص انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ضرور ہونی چاہیے۔ انگریزی تعلیم ضرور ہونی چاہیے۔ اس کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرتا لیکن کس قیمت پر؟ کیا ہم اس کی خاطر اپنے درس نظامی کو اس کی بھینٹ چڑھا دیں؟ ہمارے ہاں جو درس نظامی چل رہا ہے، اس وقت 1.1 million بچے دینی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں حیران ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو اصلی تعلیم دیں گے۔ آپ ذرا اس کا رخ موڑ دیں۔ آپ اس اصلی تعلیم میں درس نظامی کیوں متعارف نہیں کرواتے؟ ظاہر ہے کہ آپ کی نیتوں میں کوئی فتور ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ذرا wind up کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: آپ کی نیتوں میں اگر فتور نہ ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔ آپ درس نظامی کو چلانے کی بجائے اسے مٹانے کے درپے ہیں۔ آپ اس اصل تعلیم کو ان اداروں سے شروع کریں۔ درس نظامی میں شروع کریں۔ پھر ہم مانتے ہیں کہ آپ واقعی یہ کر رہے ہیں۔ دوسری بات اس ضمن میں یہ ہے--

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ آپ کی تیسری بات بنتی ہے کیونکہ دوسری تو پہلے ہو گئی ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جی ہاں! یہ تیسری بات ہے۔ جناب والا! ہمارے صدر صاحب اکثر off the record ہی نہیں بلکہ on the record برملا بین الاقوامی forum پر اس بات کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ دنیا بھر میں جو بہترین NGOs ہیں، وہ ہمارے دینی ادارے ہیں۔ یہاں نہ صرف طلبا کو تعلیم دی جاتی ہے بلکہ ان کو خوراک بھی دی جاتی ہے، پوشاک بھی دی جاتی ہے، پینے کے لئے پانی دیا جاتا ہے، انہیں رہائش دی جاتی ہے اور حکومت سے آج تک انہوں نے ایک روپیہ بھی نہیں لیا۔ میں یہ بھی آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ صرف اس ایک مقصد کے لئے پانچ ارب روپے مدارس کے ضمن میں محکمہ تعلیم کے پاس ہیں لیکن الحمدللہ ہم نے آج تک کسی کے سامنے دست گدائی نہیں پھیلایا۔ ہم کہتے ہیں کہ نہ آپ اس بات کو چھیڑیں اور نہ

ہم اس بات کو چھیڑتے ہیں۔ آپ ہمیں چھوڑ دیں۔ ہم درس نظامی پڑھاتے رہتے ہیں اگر آپ کوئی اور تعلیم پڑھانا چاہتے ہیں تو اسے ہمارے اداروں میں inject نہ کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: آپ اصلی تعلیم پڑھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں اس کو inject نہ کریں۔ بلکہ یہی آپ کرنا چاہتے ہیں تو ہم اپنا نصاب آپ کو دے دیں گے۔ آپ اپنا نصاب---

جناب قائم مقام چیئرمین: بس لیاقت صاحب آپ کا time ہو گیا۔ بس wind up ہو گیا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: نہیں جی اس وقت ہمارے ہاں پانچ کروڑ لوگ ان پڑھ ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں! وہ تو ہمیں پتا ہے لیکن اس سے اس کا کیا تعلق ہے۔ time ہو گیا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جب ہم پالیسی بنا رہے ہیں۔ تو آپ دیکھتے ہیں کہ پانچ کروڑ کو کس طرح تعلیم دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب آپ اکیلے تو سب کو نہیں پڑھا سکتے۔ ان کو اوروں کو بھی پڑھانے دیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: اس کے لیے انہوں نے National Commission for Human Development نام سے ایک ادارہ بنایا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک۔ دیکھئے time آپ کا ہو گیا۔ میرے پاس 25 speakers ہیں۔ پھر تو ایسے نہیں چلے گا۔ اس کو ذرا wind up کر دیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: آج کا دن آپ تعلیم کے لیے مخصوص کریں۔

Mr Acting Chairman: No, we can't do this.

ہمارا ایجنڈا ہے۔ آپ لوگوں کے bills پڑے ہوئے ہیں۔ you don" t want them آپ کو میں ایک منٹ اور دیتا ہوں۔ please آپ اسے wind up کریں۔ لیاقت صاحب Let us get on

with the proceedings

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: ہمارے فاضل اراکین اگر ۲۵ مقرر اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔ welcome بہت اچھی بات ہے۔میں تو کہتا ہوں کہ آج تمام جو بزنس ہے اس کو معطل کرکے اسی پر بحث کریں ۔ Anyway I will make it short میں National Commission for Human Development کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ان کی جو پالیسی ہے اس سے میں agree نہیں کرتا ۔اس لیے کہ انہوں نے تعلیم بالغاں کے نام سے جن حضرات کو انہوں نے بھرتی کیا ہوا ہے۔وہ کبھی بھی اس معاملے میں مخلص نہیں ہیں۔وہ رضاکار کے نام پر آ کر یہاں پڑھاتے ہیں لیکن دس دس جگہ ان کی اور ملازمتیں ہیں اور بیروزگاری کے نام پر جو ایک ہزار روپے لیتے ہیں۔ وہ ان سے واپس ہونا چاہیے۔ میں اس کو بالکل short کرنا چاہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اس کمیشن کے through ان لوگوں کو بھرتی کریں جو بالکل بے روز گار ہیں ۔ آپ ہزار روپیہ ان کو دے دیں۔آپ ان کی تنخواہیں بھی بڑھائیں اور پانچ کروڑ میں سے انشاء اللہ پانچ کروڑ تعلیم یافتہ نکلیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ روشن خورشید بھروچہ صاحبہ۔

سینیٹر روشن خورشید بھروچہ: شکریہ جناب چیئرمین! شروع ایسے کرتی ہوں کہ پہلے تو اتنے سالوں سے پتا ہی نہیں چلا کہ literacy social welfare department میں ہونا چاہیے یا education department میں ۔ تو کبھی یہ سوشل ویلفیئر میں رہتا رہا کبھی ایجوکیشن میں۔ literacy کے بارے میں میں یہ کہوں گی کہ ہماری جتنی NGOs ہیں انہوں نے literacy میں کافی کام کیا ہے ۔ specially grass root level پر جہاں کوئی بھی نہیں جاتا ہے ۔ وہاں NGOs جاتی ہیں ۔یہ بھی میں کہتی چلوں کہ definitely کچھ ghost NGOs ہیں جنہوں نے واقعی ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔جہاں انہوں نے ایسے ایسے literacy centre لیے ہیں ۔ وہاں وہ literacy centre نہیں ہیں۔اس سے پہلے میں بھول جاؤں ۔ میرے بھائی جنہوں نے NCHD کے بارے میں کہا ۔ میں ان کو کہنا چاہتی ہوں کہ NCHD نے جو آج تک پاکستان میں کام کیا ہے ۔اس پر ہمیں فخر سے سر بلند کرنا چاہیے کہ انہوں نے side by side گورنمنٹ سکولوں میں

لوگوں کی enrolment کی ہے۔ میرے بھائی ایک فنکشن میں میرے ساتھ موجود تھے۔جب انہوں نے خود تعریف کی تھی کہ NCHD بہت اچھا کام کر رہی ہے۔جہاں بھی ایجوکیشن میں کام نہیں ہوتا ہے۔ ?why should we blame anybody ہمیں اپنے آپ کو blame کرنا چاہیے۔ آج جب Education Reform Sector آیا ہے ۔انہوں نے literacy centre کھولنے شروع کیے ہیں۔ایسے بھی ڈسٹرکٹ ہیں جہاں میں خود گئی ہوں۔ I have gone myself اور میں نے دیکھا ہے کہ there are people جنہوں نے اپنے نام پر سو سو literacy centre لیے ہوئے ہیں اور وہ وہاں موجود نہیں ہیں۔ اب ہم کس کو blame کریں۔ہم ادھر آ کر شور مچا دیتے ہیں۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ ہمیں خود جانا چاہیے ۔ہمیں کام کرنا چاہیے اور right way میں کرنا چاہیے اور کسی پر blame نہیں ڈالنا چاہیے ۔ I will definitely say کہ formal education is better, adult education ہونی چاہیے کیونکہ formal education میں ہمارے adult لوگ جا نہیں سکتے۔ adult education for literacy ضرور ہونا چاہیے ۔ مگر formal education is a must آج تک ہم سکول میں bathroom نہیں دے سکے ہیں۔

دوکمرے کا سکول ایک ٹیچر کے ساتھ چلا رہے ہیں ۔ We know کہ formal education is more important but I will not take much of your time but I will tell you this much کہ ہم سب کا فرض بنتا ہے ،جو بھی ہم ہیں ، اگر ہم Parliamentarians ہوں،ہم جو بھی ہیں ، ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے ضلعوں میں جائیں کچھ کام کریں کیونکہ جب ہم ضلعوں میں جاتے ہیں تو وہاں لوگ روتے رہتے ہیں کہ کوئی کام نہیں ہو رہا ہے تو ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم بھی اپنے لوگوں کے لئے کام کریں اورمشورے دیں ۔ so سب کو مل کر کام کرنا چاہیے ۔ .Thank you very much

جناب قائم مقام چیئرمین : .Thank you very much مولانا گل نصیب صاحب ۔ نہیں میں بالکل اجازت نہیں دوں گا ۔ آپ نے اپنی بات کردی .there is no need مولانا صاحب، جی ۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، شکریہ ۔ جناب چیئرمین! ایوان اس وقت ایک انتہائی

اہم مسئلے کی طرف متوجہ ہے ۔ قوموں کا عروج اور زوال علم سے منسلک ہے جو قومیں علم کی دولت سے بہرہ ور ہوجاتی ہیں وہ پوری دنیا کی قوموں کی رہبر بن جاتی ہیں اور جو قومیں علم کی دولت سے محروم ہو جاتی ہیں وہ دنیا کے سامنے غلام بن کر رہ جاتی ہیں ۔ لہذا آزادی کے لئے اور قوموں کی ترقی کے لئے سب سے پہلا بنیادی اہم نکتہ علم ہے لیکن میں بصد احترام مختصر الفاظ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم ہمارے قومی مزاج اور مذہبی روایات کے مطابق نہیں ہے ۔ نہ اس نظام تعلیم اور نصاب تعلیم نے ہمیں اسلامی تہذیب، تمدن اور روایات سے آگاہ کیا اور نہ ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں وہ عروج اور ترقی دی جو یورپ اور مغربی دنیا نے حاصل کی ہے ۔

Mr. Acting Chairman: Can we have some order in the House please.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: میں بجا طور پر اس بات کو کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم جو طبقاتی نظام تعلیم کہلاتے ہیں اور مختلف طبقات میں تقسیم ہے انہوں نے قوم کو ایک تہذیب اور تمدن دینے کی بجائے، سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی دینے کی بجائے قوم کو تقسیم کیا اورہم آج اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ علوم اسلامیہ پڑھنے والوں کو صرف دینی لوگ کہتے ہیں اور جدید تعلیمی اداروں میں پڑھنے والوں کو دنیاوی تعلیم سے نوازا جاتا ہے ۔ حالانکہ یہ اصطلاح نہ مذہبی ہے، نہ اسلامی ہے اور نہ جدید سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی دنیا کی اصطلاح ہے ۔ جو بھی جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم ہے اس کی اجازت سب مذہب دیتے ہیں اور جو بھی مذہبی روایات ہیں اور اسلامی تہذیب اور تمدن ہے اس کے بارے میں ہمارا مذہب ہدایات دیتا ہے ۔

جناب چیئرمین! اگر آج کا یہ ایوان اس بات پر سوچے اور اس بات کی طرف پورے ایوان کی توجہ لے آئے ۔

(اس موقع پر وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایوان میں تشریف آوری پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فرمائیں ۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، اس وقت انسان بنیادی طور پر دو چیزوں سے مرکب ہے ۔ روح اور جسم ۔ روح کی ضروریات پوری ہوتی ہیں قرآن اور سنت سے اور جسم کی ضروریات پوری ہوتی ہیں سائنس اور ٹیکنالوجی کے جدید علوم سے اور تعلیم کے ساتھ ایک لفظ لگا ہوا ہے تعلیم و تربیت تو تربیت کس کی طرف ، کس جانب قوم کی تربیت ہونی چاہیے ۔ یہی ایک بنیادی نکتہ ہے جو آسمانی علوم نے ہمیں بتایا ہے کہ وہی صراط مستقیم ہے، وہی راستہ اپنانا ہے جو کہ سیدھا راستہ ہو۔ اسی کی طرف قوموں کی تربیت کرنی ہے اور قوموں کو اس طرف لانا ہے لیکن جناب چیئرمین صاحب! اب ہم اس وقت کے نظام تعلیم کی مختلف کمزوریاں تو بیان کر دیتے ہیں، جیسے خالد رانجھا صاحب نے بتایا گیا کہ ایک قومی ادارے میں ہم اس تعلیم کو نہ لائیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات اس میں نہ ڈالیں اور جدید سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف توجہ نہ دیں اور اسی کے مطابق نصاب نہ بنائیں، اس نصاب کو ہم اپنی قومی امنگوں اور اسلامی تہذیب و تمدن کے مطابق نہ بنائیں تو ظاہر بات ہے کہ مدارس میں پڑھنے والے خالصتاً مذہبی علوم کی طرف جائیں گے اور ہمارے تعلیمی ادارے جو مذہبی لحاظ سے اپنی قوم کو neutral بنا رہے ہیں، ان کو مذہب کے بارے میں معلومات نہیں دی جا رہیں۔ دنیا کے سامنے اپنے مذہب کے بارے میں وہ لاجواب بن جاتے ہیں۔

لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت نصاب تعلیم پر سب سے پہلے توجہ دی جائے اور پھر سب سے بڑھ کر جو تعلیم حاصل کی جاتی ہے وہ ماحول سے حاصل ہوتی ہے۔ کیا ہمارے تعلیمی اداروں میں ماحول ہمارے قومی مزاج کے موافق ہے، ہماری اسلامی روایت کے موافق ہے؟ اگر تعلیمی اداروں میں اسلامی روایت کے موافق ماحول نہیں ہے تو تعلیم فحاشی اور عریانی ہی لائے گی۔ اگر ہمارے قومی مزاج کے موافق ہے اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی روایات کے موافق ہے تو پھر اس ملک میں نظام تعلیم کے ہوتے ہوئے یہاں پر فحاشی اور عریانی نہیں پھیلے گی۔ چین پاکستان سے ایک سال بعد آزاد ہوا لیکن وہاں سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کو دیکھیں۔ مذہبی لحاظ سے اس ملک میں تعلیمی اداروں میں نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کو اگر ہم اس سوچ کے مطابق نہ بنائیں کہ اس میں اسلامی علوم بھی ہوں اور جدید سائنس و ٹیکنالوجی بھی ہو تو ہم کبھی ترقی

نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم اس وقت تک higher education ' ابتدائی پرائمری ایجوکیشن کو کسی خاص طریقے پر بھی نہیں چلا سکتے تو ہم ترقی کیا کریں گے۔ میری بھی گزارش ہے کہ نصاب تعلیم کو قرآن و سنت کی ہدایات کے مطابق جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے علوم پر مشتمل کیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ جتنے points ابھی تک جن لوگوں نے کہے ہیں انہیں چھوڑ کر میں اپنی تقریر میں سب سے زیادہ اس چیز پر زور دوں گی کہ ہماری تعلیمی پالیسی بہت اچھی جا رہی ہے' ہماری حکومت نے ابھی تک بہت سے سکول کھولے ہیں اور وہ کوشش کر رہی ہے کہ ہمارا پاکستان ایک پڑھا لکھا پاکستان ہو۔ میں اس سے مطمئن ہوں' ہمارے جو نئے وزیر صاحب برائے تعلیم آئے ہیں وہ اتنی changes کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم کو عام کر دیا جائے گا۔ میں چند چیزیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں' جس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ پرائیویٹ سکولوں میں اتنی زیادہ فیسیں ہیں جو کہ پاکستان کے 8 بڑے شہروں میں بہت زیادہ ہیں' لوگ اپنے بچوں کو ان تعلیمی اداروں میں نہیں پڑھا سکتے۔ اگر وہ گورنمنٹ سکولوں سے satisfy نہیں ہوتے تو پرائیویٹ سکولوں میں بھیجنا چاہتے ہیں تو ایک ہزار روپے سے لے کر دس ہزار روپے تک فیس ہے' میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت کو اسے control کرنا چاہیے کیونکہ یہ تعلیم کو عام کرنے کے بجائے ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ میں اس پر بہت resent کرتی ہوں' وزیر تعلیم بیٹھے ہوئے ہیں' میں ان سے کہوں گی کہ اس پر سختی سے قانون سازی کی جائے کہ جتنے پرائیویٹ ادارے ہیں وہ ایک خاص حد سے بڑھ کر فیسیں نہ بڑھائیں کیونکہ پاکستان کے جتنے لوگ ہیں' یہ اتنا امیر ملک نہیں ہے کہ لوگ دس' دس ہزار' آٹھ' آٹھ ہزار اپنے بچوں کی فیسیں دیں۔ دوسرا میں سمجھتی ہوں کہ جتنے ہمارے چاروں صوبوں میں جیسے اندرون سندھ ہے' اندرون پنجاب ہے' جتنے گاؤں میں تعلیمی ادارے ہیں' وہاں کے جاگیردارانہ نظام کی وجہ سے وہاں پر بچوں کو نہ

سہولتیں ہیں اور جو وہاں پر لوگ ہیں' وہ چاہتے ہیں کہ عوام کے بچے پڑھے لکھے نہ ہوں اور وہ ان کے مزارعے بن کر ہی کام کرتے رہیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ Government کو اس چیز کو control کرنا چاہیے کہ کئی جگہوں پر' قصبوں میں' گاؤں میں سکول ہیں مگر وہ چلتے نہیں ہیں' خالی پڑے ہیں۔ پتا چلتا ہے کہ جو گاؤں کا زمیندار ہے' وہ وہاں پر ماسٹر کو رہنے نہیں دیتا یا بچوں کو تعلیم حاصل نہیں کرنے دیتا۔ ہماری حکومت اگر اتنے سکول کھول رہی ہے تو تبھی بچوں کے لئے اور عوام کے لئے منافع بخش ہو سکتا ہے کہ وہاں پر تمام لوگ جا کر' تمام غریبوں کے بچے اور مزارعوں کے بچے تعلیم حاصل کریں۔ میرا خیال ہے کہ اس کو ہماری حکومت کو control کرنا چاہیے اور تعلیم کو عام کرنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ہر جگہ سکول کھولے جائیں اور وہاں کے جو لوگ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے غلام بن کر رہیں اور ان کو روکا جاتا ہے' اس سے منع کیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Abdullah Riar sahib.

Senator Dr. Abdullah Riar: First of all, I would like to recognize the commendable effort of my enlightened Senator on the other end of the aisle who has taken up this issue through this Motion which intends to literacy of this helpless nation. Mr. Chairman! I would like to reflect on a few things, I am glad that five years of General Musharraf have given us 127th on the literacy list, 142nd on the Human Development Index.

Mr. Acting Chairman: Let us stay within the bounds. Let us talk of literacy, we are not talking of paper, we are talking of literacy.

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, within the bounds, it is a literacy, 15th in number on the list of SAARC nations. Indeed, 15th on SAARC nationlist and gladly, we have team which has been in place, to

further health and education and welfare of the nation for last five years, on the other side of the aisle. I would like to know why we have groups mismanagement in the field of education sir and I am glad the honourable Prime Minister is also under floor, it is my right as Member of the Senate, it is my right as citizen of the country, it is my right as a political worker to clarify situations on the Education front. Sir, we all are guilty of illiteracy, we all are guilty of this mismanagement of 57 years and I would put the blame and take the blame on the politicians as well, and the Waderas, the Chaudries and Feudals as well, on the Bureaucrats and power grabbers of the past. Sir, we have today multi-directional resource application to attend the educational needs and the literacy; we have Federal Ministry of Education; we have Higher Education Commission, we have National Commission on Human Development, we have four provincial Education Ministries; we have all sorts of NGOs creating from every corner of the country, sucking the funds and resources of this mother nation and unfortunately they have melt over the years, the funds and same kind of jugglery is being heared even today. And I am glad that my honourable Senator has identified the real issue of this country that is literacy.

ہمارے پاس

80% of the population does not have clean drinking water Mr. Prime Minister. Mr. Prime Minister...

Mr. Acting Chairman: Address the Chair please.

Senator Dr. Abdullah Riar: Honourable Chairman! 80% of the

population does not have clean drinking water

اگر میرے بچے کے لئے پینے کا صاف پانی نہیں ہے، میرے بچے کے ذہن میں وہ صحت نہیں ہے، میرے بچے کا جسم اور اس کا دماغ صحت مند نہیں ہیں، اس کی خواندگی کسی صورت نہیں بدل سکتی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے policy makers سے اور بالخصوص ان کو جنھوں نے پانچ سال سے اس ملک کے ساتھ وقتاً فوقتاً مختلف سکیموں، مختلف نعروں سے کبھی ہمارے پاس former Minister of Education کی NGO, mandated Education policies تھیں، پانچ سال تک syllabous نہیں دے سکے۔ کبھی ہمارے پاس juggler of human, Higher Education Commission جس کی ہم نے آج تک شکل نہیں دیکھی۔

The maximum funds allocation have been utilized in sensational Ph.D projects and the country doesn't have primary teacher, a primary teacher who can educate how to clean yourself; how to practice the basic civic values for a child of 6th grade, 5th grade or 1st grade. My honourable Mr. Chairman! we are lagging behind. Honourable members on the other side have raised the issue, its about time that we pay due attention to this greatest problem and I am glad that this Prime Minister has the opportunity to address this issue. Kindly take away these multi-directional allocation of resources and wastage of funds in various NGOs and various platforms which are wasting the National wealth.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

عبداللہ صاحب! آپ کے mike میں کوئی بوسٹر تو نہیں لگا ہوا ہے؟ ان کا mike special قسم کا ہے۔ نگہت آغا صاحبہ! بولیں۔

Senator Dr. Nighat Agha: Thank you very much for giving me this opportunity.

جناب چیئرمین! problem یہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ رزینہ عالم صاحبہ نے literacy کہا تھا' وہ ہم میں سے اکثر نے لے لیا ہے as formal education ہم formal education کے متعلق بات نہیں کر رہے ہیں ہم literacy کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ اگر ہم سب limit ہوسکیں اور اپنے time میں بات کریں۔ آپ نے صرف دو منٹ دیے ہیں اس لئے میں صرف دو منٹ میں بات کروں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دو منٹ نہیں' میں نے آپ کو پانچ منٹ دیئے ہیں۔

Senator Dr. Nighat Agha: O.K. actually literacy کا جو idea تھا یہ سیسرو اور کنٹیلین نے 46 B.C. میں start کیا تھا۔ اس میں ان کا جو main مقصد یہ تھا کہ تھوڑا بہت read and write کر سکیں۔ اور مقصد یہ تھا کہ carry over the culture اور اپنی جتنی values چاہے religious یا cultural values ہوں وہ کر سکیں اور دوسرا ان کے پاس ایسی مہارتیں آ جائیں جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی اچھی طرح سے گزار سکیں اور یہی idea ہے literacy کا۔ literacy formal education نہیں ہے یہ non formal education ہے کیونکہ formal education پر separately بات کر سکتے ہیں۔ آج کل اس کی جو definition دی گئی ہے۔ Its ability to read and write - ability to read and write اور دوسرا ہے technical education جس کی وجہ سے اپنی زندگی کو سنوار سکیں. that is pre-planned literacy اس میں چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں بہت short رکھوں گی۔ اس میں main جو چیز ہے وہ یہ ہے ایسی تعلیم دینی چاہیے جو کہ ان کے لئے meaningful ہو اور practical ہو اور ان کو motivate کرے۔ یہ چیز صرف اس وقت آ سکتی ہے جب علاقے کے مطابق ہم اس education کو ڈھالیں۔ ان کی زبان میں education دیں۔ اس کے لئے جو books لکھی جاتی ہیں وہ teachers بھی qualified نہیں ہیں۔ ان کو باقاعدہ training دینی پڑتی ہے۔ اس کے لئے ہمیں organic readers چاہئیں. not text books اور organic readers وہی موقع کے اوپر prepare کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی علاقہ بہت زیادہ کپاس اور گندم بوتا ہے اس کے لئے اس طرح کی کہانیاں یا اس طرح کی information دی

جاتی ہے اور انہیں practical training دی جاتی ہے۔ even بچوں کو وہی چیزیں بتائی جاتی ہیں جو ان کے علاقے میں بہت ضروری ہیں a part from Mathematics and a little bit of other practical things تو اس کے لئے ہمیں اس وقت جو سب سے ضروری ہے وہ teachers کو train کرنا ہے کہ وہ کس طرح کتابیں organic readers کے لئے لکھ سکتے ہیں جوکہ ہم نے بہت کم ابھی بنائی ہیں۔ سب سے پہلے تو literacy کو clear کرنا چاہیے کہ literacy ہے کیا چیز؟ کیا ہمارا مطلب ہے؟ کیونکہ اگر education meaningful نہیں ہوگی اس موقع کے مطابق تو لوگ motivate نہیں ہوں گے۔ اگر motivate نہیں ہوں گے تو وہ learn نہیں کریں گے۔ ہمارا تو یہ مطلب ہے کہ وہ ایک ساز گار زندگی بسر کر سکیں۔ ان میں thinking کا شعور پیدا ہو سکے۔ ان کو practical training ہو جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگیاں بہتر کر سکیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر کوئی problem ہو تو وہ decision making کریں۔ خود decision کر سکیں اور problem solve کر سکیں یعنی خود اپنے آپ سے problem solve کر سکیں۔ اس کے لئے ہم نے تیار کرنا ہے جوکہ ہم کسی بھی وجہ سے نہیں کر سکے۔ اس کے لئے میری request ہے اور ہمارے وزیر تعلیم بہت efforts کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ suggestions لائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ تقریر کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا: جی۔ میری تجویز یہ ہے کہ literacy تو non formal education ہے، formal education بھی بہت ضروری ہے۔ ہمارے لکھنے پڑھنے میں تو بہت کہتے ہیں کہ 56% or 58% literacy rate ہے، نہیں اس سے بہت زیادہ illiteracy ہے۔ ہم نے کبھی بھی ان کے لئے meaningful چیزیں نہیں بنائی ہیں اور اس کے لئے ہمیں بہت زیادہ teachers training کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا محمد رضا! education سے متعلق بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: اس کا مجھے علم ہے جناب! education پر نہیں، literacy پر

بات ہو رہی ہے۔

Mr. Acting Chairman: Yes, it is literacy.

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! میں رزینہ عالم صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کے سامنے انتہائی اہم موضوع رکھا اور میں رانجھا صاحب کی بھی تائید کرتا ہوں شاید وہ اس کے دل کی بات تھی تعلیم کے متعلق جو کچھ اس نے کہا ۔ جناب! اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ لٹریسی ، بنیادی تعلیم کو لازمی اور مفت قرار دینے کے بغیر ممکن نہیں ۔ یعنی جب تک کسی ملک میں بنیادی تعلیم مفت اور لازمی نہیں اس وقت تک آپ اس ملک کے عوام کو خواندہ نہیں بنا سکتے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ لٹریسی عام اور بغیر مادری زبان کے نہیں ہوسکتی ۔ اس ملک کی قوموں کی اپنی زبانیں ہیں ۔پنجابی، سرائیکی ، پشتو ، بلوچی اور دیگر ۔ ان کو جب تک آپ تعلیمی زبانیں نہیں بناتے ، کورس ان کی اپنی مادری زبانوں میں نہیں ہوتا ، اس وقت تک لٹریسی ریٹ عام نہیں کرسکتے ۔ اور یہ ہماری بدقسمتی ہے، رانجھا صاحب نے بھی ٹھیک کہا کہ این جی او پر، اب جناب! تعلیم کی ترقی کا سارا دار و مدار این جی او پر ہوگیا یعنی حکومت نے تعلیم دلانے سے خود کو بری الذمہ قرار دیا ہے ، اپنی عوام کو مفت اور لازمی تعلیم دلانا اب اس حکومت کی ذمہ داری نہیں۔ میں گلشن سعید صاحبہ کی بات کو رد کرتا ہوں ۔ اس حکومت کی سرے سے کوئی تعلیمی پالیسی ہے ہی نہیں ۔ حکومت کا تو stand یہ ہے کہ تعلیم اب پرائیویٹ اداروں کی ذمہ داری ہے۔ این جی اوز کی ذمہ داری ہے ۔ اور میرے نزدیک جو حکومت تعلیم، صحت اور روزگار کا حق دلانے کی ذمہ داری سے دستبردار ہو جائے اس حکومت کو حکمرانی کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ حکومت کرے۔ اس وقت جو اعداد و شمار پیش کرتے ہیں یہ ناقابل اعتبار ہیں۔ یہ این جی اوز کے اعداد و شمار ہیں یا نااہل کارندوں کے اعداد و شمار ہیں ۔ ہماری غالب آبادی اس بنیادی انسانی حق سے محروم ہے ۔ لکھنے پڑھنے کا حق ہمارے عوام کو حاصل نہیں ہو سکا ہے ۔ اور یہ بہت بڑی غالب آبادی ہے ۔ اب تو عام آدمی کے لئے تعلیم ناممکن بن گئی ہے ۔ وہ اپنے بچے کو تعلیم نہیں دلوا سکتا ۔ اور ایسی حکومت جو اس ذمہ داری سے دستبردار ہو ، اب یہ دعویٰ نہیں کرسکتی کہ اس ملک

میں لٹریسی بڑھے گی ' لٹریسی میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس وقت جو خاندان اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکتا ہے ایک آدھ سال کے بعد وہ تعلیم دلوانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ یعنی ہمارا literacy rate کم ہو رہا ہے ۔ لٹریسی کو عام کرنے کے لئے کچھ اقدام کرنے چاہییں جیسا کہ پنجاب کے چیف منسٹر نے کئے ہیں۔ آپ کو special incentives دینے ہیں ۔ غریب لوگوں کو scholarship دینے ہیں تاکہ وہ اپنے بچوں کو اس بنیاد پر تعلیمی اداروں میں بھیجیں کہ ان کو تھوڑا معاشی فائدہ ہو ۔ اس کے لئے آپ کو قومی اور علاقائی سطح پر campaign چلانی ہوگی ۔ کچھ ایسی ترجیحات رکھنی ہوں گی' سرکاری افسران کے لئے لازمی رکھنی ہوں گی ' تعلیم یافتہ لوگوں کو لازمی قرار دینا ہوگا کہ وہ کسی کو خواندہ کرے۔ جناب! یہ بڑا مشکل کام نہیں ہے ۔ مادری زبان میں لکھنے اور پڑھنے میں زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا۔ یہ ایک Short course کے ذریعے خواندگی کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر چند مہینوں کے لیے کوئی اس کے لیے مناسب plan ہو' منصوبہ بندی ہو' حکومتی ذمہ داری ہو اور معاشرے میں campaign ہو تو ہدف کو حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے لیے تمام قوتوں کو یکجا کر کے' ان کی توانائیوں کو اس کام کے لیے صرف کیا جائے اور ایک target مقرر کر دیا جائے کہ ہم نے literacy کو عام کرنا ہے' اس کے لیے لازماً ہمہ گیر اقدامات کرنے ہوں گے اور ایسے حالات میں کہ جب ہم تعلیم سے دستبردار ہو گئے ہوں اور اس کو NGOs پر ہم نے چھوڑ دیا ہو تو جناب! NGOs کی وجہ سے-----ہم جو higher education کی بات کرتے ہیں' اس بجٹ میں آپ دیکھ لیں ہماری بہت بڑی رقم اربوں روپے کے حساب سے ITO وغیرہ کے لیے مختص ہوئی ہے ۔ اگر آپ اس کا نصف خواندگی بڑھانے کے لیے استعمال کریں اور درست منصوبہ بندی کے ساتھ تو اس ہدف کو ہم حاصل کر سکتے ہیں لیکن اب ہم یہ سارا ضائع کر رہے ہیں۔ اب گورنمنٹ کو یہ ذمہ داری لینی ہو گی اگر ہمیں اس جدید عصر کے تقاضوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس وقت ہم سے ہمارے ہمسایہ ممالک بہت آگے ہیں۔ بنگلہ دیش ہم سے آگے ہے۔ ایران بہت آگے ہے۔ افغانستان ہم سے آگے ہے۔ تمام بربادیوں کے باوجود افغانستان کے اس لحاظ سے مواقع ہم سے زیادہ ہیں۔ افغان عوام کی عام literacy ہماری عوام سے زیادہ ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ ہے تو میں گلشن سعید صاحبہ سے پوچھتا ہوں کہ feudal اور جاگیردار اس میں رکاوٹ ہیں۔ جب جاگیردار رکاوٹ ہیں تو پھر وہ NGOs اس کا کیسے مقابلہ کریں گی۔ آپ کی

گورنمنٹ کی تو کوئی پالیسی نہیں ہے۔ جب بنیادی تعلیم کے لیے کوئی پالیسی نہیں ہے تو----

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ ذرا wind up کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، میں wind up اس طرح کرتا ہوں کہ اس کے لیے لازمی ہے کہ مادری زبانوں کو پشتو، پنجابی، سرائیکی، بلوچی، بروہی اور سندھی، سندھیوں نے جناب! کمال کیا ہے۔ اب سندھی عوام میں literacy rate ملک کی دیگر عوام سے زیادہ ہے۔ آپ اخبارات سے معلوم کریں کہ سندھ کے عام غریب لوگ اخبارات پڑھتے ہیں وہ اس لیے کہ مادری زبان سندھی ہے اور سندھی میں literacy حاصل کر کے وہ اخبار پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے لیے حکومتی campaign ہو اور مادری زبان ہو اور literacy عام کرنے کے لیے scholarship دیے جائیں۔ شوکت عزیز صاحب جو ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں یہ literacy عام کرنے کے لیے scholarship پر خرچ کیے جائیں۔ غریب لوگوں کو جن کی پڑھنے کی عمر ہے ان کے لیے مادری زبان میں میٹرک تک کی تعلیم کو لازمی اور مفت قرار دی جائے ۔ اس کے علاوہ جن کی عمر زیادہ ہے ان کے لیے campaign شروع کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا خان شکریہ ۔ جناب بھنڈر صاحب۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب! میں معزز ممبر کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں آپ چھوڑ دیں۔جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا ! literacy situation in the country کے عنوان سے یہ آج جو ہم بحث کر رہے ہیں یقیناً یہ بہت اہم بحث ہے۔ ہمارے ملک کے لیے اس کی افادیت بلا شک و شبہ ہے اور ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت ہماری literacy کی position کیا ہے۔ اس کو کیسے improve کیا جا سکتا ہے کیوں کہ جہاں تک literacy کا تعلق ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں ہوسکتیں کہ جب تک ملک میں literacy کی شرح زیادہ نہیں ہو گی اس وقت تک کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا اور اس کے لیے ہمہ تن متوجہ ہو کر اس کے متعلق ہر گورنمنٹ کے level پر چاہے، وہ Federal Government ہو، خواہ وہ provincial government ہو سب کو مل کر سعی کرنا ہو گی، کوشش کرنا ہوگی کہ ہم تعلیم کو عام کر سکیں۔

ہم ہر پاکستانی کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں اور پھر کہلائیں کہ ہم literate ہیں یا ہماری شرح خواندگی اس قدر ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں اور معاشرے کی بہت سی برائیاں ہیں جو literacy سے ختم ہو سکتی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ بہت سے جرائم جو ہوتے ہیں وہ اسی طبقے میں ہوتے ہیں جو literate نہیں ہے۔ بہت سی برائیاں بھی اسی طبقے میں پائی جاتی ہیں جہاں literate نہیں ہوتے۔ جہاں literacy آئے گی، وہ برائیاں بھی از خود ختم ہو جائیں گی۔

جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے House میں ایک روایت یہ شروع ہوگئی ہے کہ عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی۔ میں اپنے لیے نہیں کہتا لیکن میں عام، تمام speakers کے لیے کہتا ہوں کہ جب بھی وہ بول رہے ہوں اور ان کو اگر نہ سنا جائے اور اپنی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو فوقیت دی جائے تو پھر جناب والا! یہ ہے کہ this is not only disrespect to the speaker but it is disrespect to the House.

Mr. Acting Chairman: Totally agree with you.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، اور ہمیشہ جناب! یہ ہوا ہے کہ جب بھی کوئی فاضل رکن اٹھ کر تقریر کرتا ہے، وہ اس لیے تقریر نہیں کرتا کہ اپنے آپ کو سنائے، وہ تقریر اس لیے کرتا ہے کہ اس House کو سنائے اور House اس کو غور سے سنے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں بھنڈر صاحب، چلیں اب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جی جناب۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں یہ عرض کروں گا کہ ان حالات کے ساتھ اس وقت ہمارے literacy rate کی position کہا جاتا ہے کہ 54% ہے۔ 1998ء میں یہ 32% تھا اور 2006ء تک یہ ideal ہے کہ ہمارا literacy rate 60% ہونا چاہیے۔ اس وقت ہمارا 54% literacy rate ہے جبکہ ہندوستان کا literacy rate 64% ہے۔ اس کے متعلق میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا 54% literacy rate جو بیان کیا گیا ہے، کیا یہ درست ہے بھی کہ نہیں لیکن بہرحال اس کو اگر دوسرے ممالک کے ساتھ ہم compare کریں تو ہمارا literacy rate بہت کم ہے اور اس وقت جبکہ پاکستان کو بنے 50 سال

سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے، ہمارا literacy rate بہت آگے چلا جانا چاہیے تھا۔ بنگلہ دیش کا literacy rate ہم سے یقیناً زیادہ ہے جو کہ ایک وقت پاکستان کا حصہ تھا۔ اس وقت ہمارا جو literacy rate ہے اس پر ہم کوئی فخر نہیں کر سکتے بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ ہم اس literacy rate کے پیش نظر پسماندہ ہیں اور ہمیں اس کو زیادہ بہتر بنانا چاہیے۔

دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ adult literacy پر بہت توجہ دی جاتی ہے اور ہر حکومت، جو بھی آئی ہے اس نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے adult literacy کے لیے بڑی کوشش کی ہے اور اس وقت بھی کہتے ہیں کہ 270000 adult literate کیے جائیں گے لیکن جناب والا! ground realities یہ نہیں ہیں۔ ہم کم از کم معاشرے میں یہ محسوس نہیں کر سکتے کہ adult literacy میں کوئی development ہوئی ہو یا adult literacy میں کوئی addition ہوئی ہو یا کوئی schools ہوں جو adults کو literate کرتے ہوں۔ خاص طور پر ہمارے دیہاتی علاقوں میں adult literacy کا کوئی concept نہیں ہے۔ adult literacy کہاں ہوئی ہے اور adult literacy کی بجائے ہم اگر یہ کوشش کریں کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو، ہم اپنے آنے والے بچوں کو زیادہ سے زیادہ literate کر سکیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ ہمارے لیے بہتر ہو گا۔

جناب والا! اس کے بعد میں کچھ اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں literacy کے متعلق۔ 1996ء میں ہماری literacy 40.9 تھی، 8.3 add ہوئی اور population growth 2.47 تھی۔ 1997ء میں 42.2 تھی، 8.3% بڑھی لیکن ہماری population کی growth جو تھی وہ 2.45 تھی۔ 1998ء میں 43.6 ہمارا literacy rate تھا اور 1.4 بڑھا پچھلے سال سے لیکن ہماری population 2.42 کے حساب سے بڑھی۔ اسی طرح 1999ء میں 45% اور 2.34 بڑھا۔ اس کے بعد میں صرف ratio دے دیتا ہوں کہ 2000ء میں 3.4، 2001ء میں 2.6 2002 میں 1.94 اور 2004ء میں 1.90۔ جس ratio سے ہماری population جناب! بڑھی ہے اس ratio سے ہمارا literacy کا percentage نہیں بڑھا۔ جب تک ہمارا literacy کا rate population rate سے زیادہ نہیں ہو گا اس وقت تک ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم literacy کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر ہمارا literacy rate کم ہے اور ہماری population کا rate زیادہ ہے تو یقیناً ہم illiteracy کی طرف جا رہے

ہیں، ہم literacy کی طرف نہیں جا رہے۔ اس لیے ہمیں توجہ دینی چاہیے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارا literacy rate population rate سے definitely زیادہ ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بھنڈر صاحب! ذرا wind up شروع کر دیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی جناب۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک تعلق ہے گورنمنٹ کا، گورنمنٹ سکولوں کا ان کا standard بہت low ہے اور اسی لئے پرائیویٹ سکول ہیں لیکن پرائیویٹ سکولوں میں غریب آدمی بچوں کو پڑھا نہیں سکتا۔ وہ فیسیں ادا نہیں کرسکتا اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ اب زمانہ وہ آگیا ہے کہ اردو، فارسی، تاریخ اور جغرافیہ پڑھنے والا لڑکا خواہ وہ بی اے بھی کر جائے گا، میں سمجھتا ہوں کہ چند آنے والوں سالوں میں اسے literate نہیں کہا جائے گا۔ literate اسے کہا جائے گا جو technical education جانتا ہے جو scientific education جانتا ہے جو IT کی تعلیم جانتا ہے۔ ہمیں اس کی طرف توجہ دینا ہوگی۔

جناب والا! allocation کے متعلق میں عرض کروں کہ education کی allocation اور یہ GDP کا اگر proportion دیکھا جائے تو اس کی proportion کے ساتھ اس کا کوئی تناسب ہی نہیں ہے۔ اس کے حساب سے 1997 میں 1.83 پھر اگلے سال 1.68, 1.71, 1.66,-1.80 یعنی ہمارے GDP کے مقابلے میں education کی allocation کی figures اب ایک فیصد GDP کے برابر ہیں تو اس سے تعلیم کا کیا معیار بڑھے گا، اس سے کیسے آپ اپنی قوم کو literate کریں گے اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور تعلیم پر ہمیں زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔

جناب والا! باتیں تو بہت سی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں constraint کی وجہ سے ---

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، جی بالکل۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اس لئے میں آخر میں یہی عرض کروں گا کہ literate ہونے کے لئے scientific education, a planned education اس کے متعلق منصوبہ بندی، اس کی better allocations یہ ساری چیزوں کی طرف concentrate کیا جائے

تاکہ ہم آنے والی نسل کو literate کہہ سکیں اور literate قوم پیدا کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ جی جناب ثناء اللہ بلوچ۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ جناب چیئرمین! تعلیم جیسے انتہائی اہم نوعیت کے معاملے پر میں محترمہ رزینہ عالم خان صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو انہوں نے تحریک پیش کی ہے وہ بروقت ہے اس لئے بھی کہ پاکستان اس وقت بڑی تگ و دو میں ہے کہ دنیا میں ایک باعزت مقام حاصل کر پائے لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کا شمار اس وقت بھی دنیا کے سب سے کم تعلیم یافتہ اور تعلیمی طور پر پسماندہ ممالک میں ہوتا ہے۔ 2004 کے اعداد و شمار کے مطابق ہماری سرکار، ہماری جو جنتا ہے وہ تو یہ کہتی ہے کہ تعلیم کی جو شرح ہے وہ 46.6% کے قریب ہے لیکن جو حقیقی اعداد و شمار ہیں وہ یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان میں تعلیم کی شرح اب بھی 28% سے آگے نہیں بڑھی جبکہ اس کے علاوہ اور جو بھی اضافی شرح بتائی جاتی ہے وہ exaggeration ہے' وہ اضافی اعداد و شمار ہیں جو ملک میں یا internationally لوگوں کو دکھائے جاتے ہیں۔ ایک بات ہم نے محسوس کی ہے کہ Constitution Article 22 کے تحت تعلیم تمام لوگوں کا بنیادی حق ہے۔ ملک کے تمام شہریوں کا تمام انسانوں کا' اس ملک میں جنم لینے والوں کا' سب کا بنیادی حق ہے کہ ان کو تعلیم فراہم کی جائے لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح پاکستان میں شراکت اقتدار میں لوگوں کو یکساں نمائندگی نہیں دی جاتی' جس طرح سول اور ملٹری بیوروکریسی کو یکساں شراکت کے مواقع کو یقینی نہیں بنایا جاتا' جس طرح لوگوں کو منصوبہ بندی میں یکساں مواقع فراہم نہیں کئے جاتے اسی طرح ملک کے اندر تعلیم میں بھی لوگوں کو یکساں مواقع فراہم نہیں کئے گئے۔ میرے سامنے اعداد و شمار پڑے ہیں۔ وقت کی بھی کمی ہے۔ جناب اس وقت ملک کے اندر تقریباً 462 Secondary Vocational Institutions ہیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر اس کی صوبہ وار تفصیل نکالیں تو بلوچستان جیسا صوبہ اس میں صرف تین vocational institutions ہیں جبکہ اس کی نسبت سے جیسے میں نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں کہا کہ آپ فرنٹیئر کور کے قلعے اس کی چھاؤنیاں ان کے مقامات دیکھ لیں۔ مجھے پتا ہے کہ اس سے آپ کو تھوڑی سی ناراضگی

ہوتی ہے۔

Mr. Acting Chairman: Stay with it.(Reffering to the Motion)

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں صرف مثال دینا چاہتا ہوں کہ جو آئین میں گارنٹی دی گئی ہے وہ چیزیں تو ہم فراہم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن جو چیزیں آئینی طور پر granted نہیں ہیں ان کو executive order کے تحت لوگوں پر impose کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جناب جو 1976 سے لے کر 2000 تک پاکستان میں پرائمری سکولوں کی تعداد ڈبل ہوئی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن دوسری جانب اگر دیکھا جائے تو پاکستان میں population increase بھی بہت زیادہ ہوئی ہے۔ اور اسکولوں کی تعداد میں چند ایک جگھوں پر اضافہ ہوا ہے۔ اب بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان نے دنیا کے اندر ایک قابل ستائش ملک کی حیثیت سے تعلیم کے شعبے میں آگے بڑھنا ہے تو اس کو اپنا vision تھوڑا سا traditional رکھنا ہوگا اور تھوڑا سا regional based رکھنا ہوگا۔ آج جس طرح میرے بہت سے مقررین نے کہا کہ IT boom آجاتا ہے تو ہم سب بھیڑ چال چلنے لگتے ہیں اور سب IT کی طرف دوڑنے لگتے ہیں۔ Sir قومیں جو traditions اپناتی ہیں بعد میں ان outdated traditions کو اگر آپ یہاں implement کریں گے تو ان کا فائدہ نہیں ہوگا۔ پاکستان میں اس وقت بھی یہ ضرورت ہے کہ ان تعلیمی چیزوں پر: جیسے بھنڈر صاحب نے کہا کہ جب تک technical education پر آپ توجہ نہیں دیں گے اور technical education بھی وہ جو اس علاقے کو suit کرتی ہو۔

میں آپ کو ایک مثال دوں جناب کہ بلوچستان میں 42 کے قریب minerals ہیں۔ اس میں metallic minerals بھی ہیں' non-metallic minerals بھی ہیں' copper ہے' gold ہے' یورینیم ہے' دوسرا ہے' تیسرا ہے' دنیا جہان کی چیزیں ہیں۔سینڈک پندرہ ارب روپے کی مالیت سے بنا وہاں ایک ٹریڈنگ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ بھی نہیں بنایا گیا جبکہ ہمارا یہ مطالبہ گزشتہ پندرہ سال سے رہا ہے۔ گوادر آپ نے اربوں روپے سے بنا ڈالا لیکن ہم بحیثیت بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے مجھے یاد ہے جب ہم بچے ہوا کرتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ ساحل بلوچ پر میرین انجینئرنگ انسٹیٹیوٹ بنائیں' میرن بائیولوجیکل انسٹیٹیوٹ بنائیں۔ آپ یہاں پر لوگوں کی تربیت

کے لیے سمندر کے وسائل کو، اس کی معدنیات کو، اس کے نباتات کو، اس کی حیاتیات کو سمجھنے کے لیے تعلیمی ادارے بنائیں لیکن آج تک اس پر توجہ نہیں دی گئی۔

اسی طرح سوئی گیس جو بلوچستان سے نکلتی ہے، پاکستان آج جو energy استعمال کرتا ہے اور ہم جو آج روشنیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس گیس کی بدولت ہے۔ وہ انرجی thermal میں convert ہوتی ہے۔ Thermal Power Station بجلی generate کرتے ہیں 17794 میگاواٹ بجلی میں سے آج 62% بجلی جو generate ہوتی ہے وہ گیس سے پیدا ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ literacy situation ہے؟

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب میں ابھی آپ کو بتا رہا ہوں آپ ذرا سنیں تو سہی۔ یہی تو بادشاہی آپ کرتے ہیں Sir۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں تو نہیں کر رہا ہوں آپ کر رہے ہیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب پی۔ پی۔ ایل اور دوسروں نے 1952 سے گیس نکالی ہے۔ آج تک گیس کے علوم سے متعلق ایک تعلیمی ادارہ اور ایک technical institute بھی نہیں بنایا گیا۔ ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ education کے حوالے سے ہمارا vision بڑا narrow ہے۔ ہم نے 94 یونیورسٹیاں بنائیں، بلوچستان میں ایک یونیورسٹی ہے جو یونیورسٹی کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ ہمارے پاس technical ادارے نہیں ہیں۔ یہ پورے پاکستان میں ہیں۔ سندھ کو لے لیں۔ NWFP کے، پختون خواہ کو لے لیں اسی طرح ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ باقی چیزوں میں یعنی شراکت اقتدار میں حصہ نہیں دیتے تو خدا کے لیے تعلیم کے تو کم از کم یکساں مواقع Article 22 کے تحت فراہم کریں۔ یہ انسانوں کا بنیادی حق ہے اور پاکستان نے اگر survive کرنا ہے اور پاکستان نے اپنے آپ کو قابل ستائش ملک کی حیثیت سے منوانا ہے تو آپ کو اپنے رویے میں تبدیلی لانی پڑے گی۔ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے تحت آپ پابند بنائیں کہ صوبوں کو 80% دیں اور اس کے تحت جتنی بھی development ہوتی ہے اس کے تحت صوبوں کو پابند بنائیں کہ وہ اپنے development budget کا پندرہ سے اٹھارہ فیصد تعلیم

پر خرچ کریں۔ آپ بھی اپنے رویے میں تبدیلی لائیں۔

جناب ! یہ اعداد وشمار ہیں، ایئر فورس کا ایک Air war college ہے، Air war college کا سارا بجٹ بلوچستان کے تمام تعلیمی بجٹ سے زیادہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ defence کے اندر آپ لوگوں کی تربیت کے لیے air war college کے لیے billion of rupees دیتے ہیں، دوسری طرف بلوچستان کے کالجوں میں جائیں وہاں دس ہزار روپے کے کمپیوٹر کے لیے طالب علم ترستے ہیں۔ پندرہ ہزار روپے کے ٹاٹ وہاں پر فراہم نہیں کیے جاتے۔

اس دفعہ پورے پاکستان میں، پنجاب میں یہی صورت حال رہی اور بلوچستان میں ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں چھ مہینے گزرنے کے باوجود تیار نہیں ہوسکیں۔ اگر صورت حال یہی رہی تو ہم ایک جاہل، ایک انتہائی پسماندہ اور ایک انتہائی وحشی قوم بننے کے سارے criteria پر پورے اتر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین،ذرا wind up کرلیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، میری گزارش ہے جناب آپ کے توسط سے کہ محترمہ زینہ عالم صاحبہ اور دوسرے اراکین نے جو باتیں کی ہیں ان کو ہماری وزارت کے دوست، اس کو federation overall Constitution کے اندر دی گئی گارنٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کے تمام شہریوں کو، تمام انسانوں کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں، زبانی اور لفظی نہیں۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Mohtarma Tanvir Khalid Sahiba.

Senator Tanvir Khalid: Thank you very much Chairman Sahib.

آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ خواندگی سے بات شروع ہوئی تھی جو کہ ایک بڑا اچھا discussion کے لیے موضوع تھا۔ خواندگی تو اتنی ہوتی ہے کہ کوئی شخص کچھ پڑھ سکے، کچھ تھوڑا بہت لکھ سکے، اخبار پڑھ سکے کیونکہ اگر وہ اپنی زبان کا یا قومی زبان کا اخبار پڑھ لے تو روز مرہ کے حالات اس کو ٹی وی کے علاوہ بھی معلوم ہو سکتے ہیں۔ لیکن خواندگی سے لے کر رفتہ

رفتہ نہیں بلکہ suddenly تقریباً سب لوگوں نے نظام تعلیم کا احاطہ کیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب پرائمری تعلیم کے لئے کہہ رہے تھے کہ primary education نہیں ہے' primary level کے پر تو پاکستان میں I am sure that in the Province of Sindh primary education سرکاری سکولوں میں free ہے اور secondary education بھی سرکاری سکولوں میں free ہے۔ اب اگر لوگوں کا شوق یہ ہو کہ وہ private schools میں جائیں اور english medium سکولوں میں جائیں تو پھر تعلیم free نہیں ہے I have seen, I have visited government schools in Karachi وہاں بڑے بڑے سکول ہیں' بڑے اچھے سکول ہیں' وہاں اتنی اچھی تعلیم ہے اور یہ free ہے۔ جناب والا! وہاں fee کا structure یہ ہے کہ ایک سال میں 12 روپے فیس ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ کوئی fund ہوتا ہوگا that is not a fee یہ سہولت وہاں موجود ہے اور لڑکیوں کو incentive یہ ہے کہ اس صوبے کی بچیاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکولوں میں جائیں تو انہیں دو سو روپے per child incentive کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ امداد کے طور پر کچھ لوگ دیتے ہیں اور یہ الگ ہے جیسے گھی کے ڈبے وغیرہ وغیرہ ہیں۔ انہیں ایسی چیزیں ملتی رہتی ہیں تاکہ یہ سکول آتی رہیں اور ان کے parents پر یہ بوجھ نہ ہو کہ اگر وہ گھر میں ہوتیں تو کچھ محنت مزدوری کر لیتیں لہذا اس چیز کی تلافی کے لئے یہ پیسہ دیا جاتا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ خواندگی پھیلانے کا ایک بڑا موثر اور صحیح ذریعہ adult education ہے۔ یعنی آپ صرف بچوں کو ہی تعلیم نہیں دیں گے' adults کو بھی دیں گے۔ I do not believe that کہ 80% لوگ یہاں پر ناخواندہ ہیں' ایسی بات نہیں ۔ جناب والا! Sindh Province میں 60% male literacy ہے اور 37% یا کچھ percent female literacy ہے جو کہ کم ہے' یہی وجہ ہے کہ لڑکیوں کو دو سو روپے بھی دیے جا رہے ہیں تاکہ وہ سکولوں میں آ کر تعلیم حاصل کریں۔ جہاں تک نظام تعلیم کا تعلق ہے تو یہاں تینوں نظام رائج ہیں۔ مدرسے کی تعلیم بھی رائج ہے کیونکہ مدارس بند تو نہیں ہیں' وہاں بھی لڑکے جاتے ہیں' قرآن کریم کی تعلیم' اس کا ترجمہ اور دینیات' مذہب جو کچھ بھی انہیں سیکھنا ہوتا ہے' وہاں پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو سرکاری سکول ہیں' private schools ہیں اور جب ساری دنیا

میں سب طرح کی تعلیم موجود ہے یعنی ہر ملک میں جو secondary education ہوتی ہے ' یا اس کے ہائی سکول ہوتے ہیں' اس کے علاوہ جو education ہوتی ہے' وہ اپنی مرضی سے ' اپنے نظام کے مطابق رکھتے ہیں جیسے French education system ہے یا Britain education system A & O Level ہے ۔ اب A and O level کی تعلیم سب پر compulsory تو نہیں ہے' سب کو یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ اس system کے تحت تعلیم حاصل کریں۔ اگر وہاں ایک ہزار روپے فیس ہے یا پانچ سو روپے فیس ہے تو private schools میں نہ جائیں ۔ اب غریب عوام ہیں ' وہ پانچ سو فیس والے سکولوں میں کیوں جاتے ہیں۔ بہت اچھے اچھے سرکاری سکول ہیں۔ سرکاری سکولوں کی buildings ایسی ہیں کہ کوئی بھی private institutions نہیں بنا سکتا ہے۔ سوائے ایک دو private schools chain کے۔ جناب والا! دیہاتوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ایک ایک کمرے کے سکول بنائے جائیں اور وہاں جو پڑھے لکھے لوگ ہیں' وہ اپنے آپ میں volunteer پڑھانے کا جذبہ بھی پیدا کریں۔ اس طرح voluntarily بھی آپ اپنے لوگوں کو بہت تعلیم دے سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم یہاں جتنے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں' کم از کم BA ہیں یا equal ہیں اور ان سب کا بہت سارے غریبوں سے connection بھی ہے۔ اگر یہ لوگ ان غریبوں کو اپنے اپنے حلقے میں' اپنے گھروں میں' ماشاء اللہ یہاں بڑے آسودہ حال لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ' جن کے کئی کئی ملازم ہیں' ملازم کے بچے ہیں' ان سب کو sincerely تعلیم دیں۔ ان کا بندوبست کریں ' کبھی خود انہیں بلا کر پڑھانے لگیں۔ کبھی ان کے لئے کوئی چھوٹی موٹا استاد لگا دیا کریں جو انہیں تعلیم دے سکے۔ اس طرح یہ سب کی ذمہ داری ہے صرف ایک حکومت ہی کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن حکومت یہ سب کچھ کر رہی ہے ۔ secondary education free ہے ' primary education free ہے لیکن colleges کی سطح پر education free نہیں ہو سکتی ہے۔ میرے خیال میں پاکستان میں تو college کی سطح پر بھی actually education free ہے ۔ ساری دنیا میں college education free نہیں ہوتی ہے ' صرف primary and secondary level پر ہوتی ہے لیکن یہی ایک واحد ملک ہے جہاں سرکاری کالجوں میں college education free ہے۔ لیکن جب آپ دوسری قسم کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ' آپ دوسرا ٹھپہ لگانا چاہتے ہیں ' تو then

جو آپ کی جیب کو مناسب لگے 'آپ وہاں پر تعلیم کے لئے you have to pay something. جائیں، وہاں تعلیم پر خرچ کریں۔

جناب والا! private institutions پر ایک الزام یہ بھی لگتا ہے ' جیسے کہ fee زیادہ ہے۔ بھائی! اس میں ایک basic بات یہ ہے کہ گورنمنٹ کے اداروں کی buildings گورنمنٹ کی ہوتی ہیں اور یہ free ہوتی ہیں۔ انہیں ان buildings کا کرایہ نہیں دینا پڑتا ہے۔ لیکن جو private ادارے کھولتے ہیں' جو A and O level کے سکول کھولتے ہیں' وہ کرائے کی buildings میں ہوتے ہیں۔ اور وہ کرایے کی بلڈنگیں دو لاکھ اڑھائی لاکھ روپے کرایے پر ہوتی ہیں۔ then they distribute اور پھر وہ اپنی کلاسوں میں ساٹھ ساٹھ' ستر students نہیں رکھتے ہیں۔ جب اتنی فیس لیتے ہیں تو وہ ایک standand رکھتے ہیں۔ کلاس کا نمبر ہوتا ہے کہ اتنی تعداد' لہذا ان کا جو روپیہ distribute ہوتا ہے ' ظاہر ہے وہ کچھ منافع بھی کمائیں گے ' وہ خالی خدمت خلق تو نہیں کر رہے۔ خدمتِ خلق اور چیز ہے۔جب انہوں نے کھولا ہے تو وہ خدمت بھی کر رہے ہیں لیکن they earn some profit as well اگر وہ profit earn نہیں کریں گے تو بیسیوں برس وہ ٹیچرز کی اتنی ساری تنخواہیں کیسے دیں گے۔جب کہ ان کے سکولوں میں ٹیچرز کی تنخواہیں بھی زیادہ ہوتی ہیں and everybody knows it کہ گورنمنٹ کے سکولوں سے ان کی تنخواہیں زیادہ ہوتی ہیں۔جب ان کو زیادہ تنخواہ بھی دیتے ہیں' سب چیز کرتے ہیں تو ان کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں'بلڈ نگ کا بہت زیادہ کرایہ ہوتا ہے۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ذرا wind up شروع کر دیں۔

سینیٹر تنویر خالد ، جی ہاں ' جی ہاں۔ یہاں پر جناب عالی! میں بہت ادب سے یہ کہوں گی کہ ہمارے ساتھی جو ہیں ان کو ماشاء اللہ بڑا time سہولت کے ساتھ دیتے ہیں۔ بہرحال I will obey you

جناب قائم مقام چیئرمین ، بی بی! میں گھڑی کو دیکھ کر کہتا ہوں۔اگر گھڑی میری دوست ہے تو

سینیٹر تنویر خالد ، جی جی ۔NGO کا ذکر آیا کہ ان کو foreign funds ملتے ہیں۔

میرے خیال میں حکومت سے NGO کو funds نہیں ملتے ہیں۔بیروز گاری کا قصہ آتا ہے تو بیروز گاری خواندگی سے connected نہیں ہے۔ آپ جب BA-MA پڑھ کر ڈگریاں لے کر چلے جاتے ہیں کہ لاؤ روز گار تو پھر مصیبت ہے ۔ یہاں بیروز گاری اس لیے ہے کہ ڈگری آسانی سے لو اور روز گار مانگو۔ باہر کے جو ترقی یافتہ ملک ہیں وہاں ڈگری آسانی سے نہیں ملتی ۔ صرف high school تک it is free . ہائی سکول کے بعد it is selected بڑی فیس دینی پڑتی ہے۔ وہ selective ہوتی ہے۔ ان کی آبادی کے لحاظ سے بڑی کم تعداد میں پڑھتے ہیں۔ لہذا وہاں روز گار کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ہر کوئی چلا ڈگری لیکر بڑی سہولت کے ساتھ ، بڑی کم فیس کے ساتھ ، سرکاری کالجوں میں ، سرکاری سکولوں میں اور پھر جا کر نوکری کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہاں پر کہا گیا کہ یہاں پر پالیسی نہیں ہے ، ایجوکیشن پالیسی نہیں ہے، کوئی نظام نہیں ہے یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے ۔ سب باتیں کی جا رہی ہیں۔ کیا اس بات کی تحقیق کی ہے کہ یہاں نظام نہیں ہے ، یہاں پالیسی نہیں ہے۔۔یہاں نظام بھی ہے پالیسی بھی ہے۔ کسی نظام کے تحت چل رہے ہیں and policy is very good, it depends upon کہ آپ لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں اور دوسرا کس نظر سے دیکھتا ہے۔نظر میں بھی تو فرق ہوتا ہے اور اگر یہی ایک بات ہے کہ بھئی یہ تعلیم نہ دلائی جائے ، ایسی تعلیم نہ دی جائے ،تو مدرسوں میں کتنے لوگ بھیجتے ہیں۔ مدرسوں میں بھیجیں ۔ کوئی پابندی تو نہیں ہے ۔مدرسوں میں بھیجیں کالجوں اور سکولوں میں نہ بھیجیں ، انگلش پڑھانے والے سکولوں میں نہ بھیجیں اگر انگلش ایسی غیر اہم ہے، ضرورت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر میں، میں آپ سے گزارش کروں گی اور اس کے ساتھ شکایت بھی ہے ، شاید ان کا حق بھی ہے ، اپوزیشن کو بہت time دیتے ہیں۔دوسری شکایت gender disparity کی ہے۔ جی ہاں ، سب مرد حضرات کو gentlemen کو بہت جلدی باری بھی دیتے ہیں۔thank you very much

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ، آپ کا شکوہ سر آنکھوں پر لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پروفیسر خورشید صاحب ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی

اپنی محترم بہن رزینہ عالم کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اس موضوع کو ایوان میں بحث کے لیے پیش کیا اور میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے بہت سے ساتھیوں نے اپنے اپنے انداز میں مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اورخصوصیت سے ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب اور بھنڈر صاحب نے خاص طور پر ایسے موضوعات کو point out کیا ہے' جن پر توجہ کی ضرورت ہے۔ میں وقت کی قلت کے باعث اعداد و شمار پیش نہیں کروں گا۔صرف چند بنیادی باتیں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جہاں تک میں نے اس سلسلے کا مطالعہ کیا ہے' literacy اور formal education ان دونوں کوالگ الگ نہیں لیا جا سکتا اور ہمارے ہاں اس معاملے میں خاصا confusion رہا ہے۔ کبھی ان کو جوڑا گیا ہے کبھی ان کو الگ کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے اس معاملے میں یکسوئی ضروری ہے اور formal, informal education بحیثیت مجموعی تعلیم کے مجموعی نظام کا ایک حصہ ہے۔ اور جتنی بھی اب تک studies ہوئی ہیں میں مبالغہ آرائی نہیں کروں گا میں یہ بات کہوں گا کہ کوئی ملک basic education, formal education کو فروغ دیے بغیر literacy حاصل نہیں کرسکا۔ اس لئے primary education ہی بنیاد ہے litracy کی بھی۔ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ adult education کے لئے informal education کی ضرورت پڑتی ہے اور اسے supplement کرنے کے لئے اور یہ دونوں مل کر ایک coherent policy بنتے ہیں اس لئے بجائے اس کے کہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ کوئی دو متضاد چیزیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک پالیسی کے دو پہلو ہیں۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ آج حالات بڑے خراب ہیں۔ لیکن آپ اگر مسلم تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ ہماری پوری تاریخ میں تعلیم بشمول خواندگی ایک universal phenomenan تھی۔ honourable دنیائے تہذیب میں مسلمان تہذیب اور چین یہ دو تہذیبیں ہیں جہاں universal education and universal literacy رہی ہے۔ انگریز کی آمد کے وقت جو gazetteer ہیں انہیں اٹھا کر دیکھ لیجئے Lord Darling کی رپورٹ موجود ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ برصغیر میں کوئی ایک Muslim village ایسا نہیں کہ جہاں مدرسہ نہ ہو اور جہاں پوری آبادی خواندہ نہ ہو۔ ہم دراصل مغربی تعلیم کے آنے کے بعد de-education سے گزرے ہیں اور آج تک ہم اس crisis سے نکل نہیں سکے ہیں۔

جناب والا! اگلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں ۔ اس ملک میں جس education policy کی ضرورت ہے میں عرض کروں گا کہ یہ ایک مسئلہ ایسا ہے جس پر آیئے ! ایک قومی consensus پیدا کریں ۔ یہ حکومت اور حزب اختلاف اور ایک حکومت اور دوسری حکومت کا مسئلہ نہ رہے بلکہ ہماری ایک national educational policy ہونی چاہیئے جو وقتی اور سیاسی مفادات سے بلند ہو کر اور اس کے لئے جس طرح National Economic Council ہے اسی طرح National Education Council ہونی چاہیے جس میں پارلیمنٹ کی تمام جماعتوں کی نمائندگی ہو اور اس میں continuity ہو ۔ یہ کام اگر ہم کر لیتے ہیں تو مجھے توقع ہے کہ ہم education crisis سے نکل سکتے ہیں ۔

اگلی بات جس کی طرف میرے ساتھیوں نے بھی اشارہ کیا ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں ایک نہیں تین فیڈرل نظام تعلیم چل رہے ہیں ۔ جس کا نتیجہ ہے کہ ہم spilt personalities پیدا کر رہے ہیں ۔ ایک coherent تعلیم موجود نہیں ۔ یکساں تعلیم بے حد ضروری ہے اور یکساں تعلیم کی تین بنیادیں ہیں پہلی چیز تعلیم تہذیب کا ، تمدن کا ، ثقافت کا حصہ ہے اور جب بھی تعلیم کو تہذیب و ثقافت سے کاٹا گیا ہے لوگوں کے ایمان ، ان کی روایات ، ان کے احساسات ان کی motivation اس سے ہٹ کر اگر آپ تعلیم دیں گے تو وہ تعلیم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ایک مسلمان معاشرے کی حیثیت سے ہمارا دین ، ہماری ثقافت ، ہماری values یہ اس کی پہلی بنیاد ہیں ۔ دوسری چیز وہ علوم ہیں جو انسان کو اخلاقی ، ذہنی طور پر ملک کی معاشی اور سماجی ضروریات کے لائق بنا دے ۔ دینی علوم ، جدید علوم اور Science and Technology ان تینوں کا امتزاج ضروری ہے اور تیسری چیز تعلیم کے ساتھ کردار سازی، تربیت ۔ اس کے بغیر کتابوں کا بوجھ بڑھ جانے کے بعد بھی انسان educated man نہیں بنتا۔ ان تینوں کے بارے میں جو بنیادی out lines ہیں ان میں یکسوئی ہونی چاہیے اور پھر پورے ملک میں وہی بنیاد ضرور رہے گی لیکن اس frame work کے اندر national frame work کے اندر ۔ اگلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس کے اندر مادری زبان، قومی زبان اور عصری علمی زبان ان تینوں کا ایک خاص تدریج سے اور ایک خاص stage کے اوپر شامل ہونا بہت ضروری ہے۔ انگریزی بڑی اہم ہے۔ ہم نے اس سے کبھی انکار نہیں کیا لیکن جو tragedy اس

ملک میں انگریزی زبان اور اس کی تعلیم کی ہے میں آپ سے دعویٰ سے کہتا ہوں اور ایک نہیں بیسوں Universities کے Selection Boards میں خود بیٹھا ہوں اور مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ جو M.A English. کرکے آتے ہیں ۔وہ غلط انگریزی بولتے ہیں اور لکھتے ہیں، اس قسم کی انگریزی لانے سے کیا حاصل ہے۔ آغاز مادری زبان سے ہونا چاہیے' پورے نظامِ تعلیم کی قومی زبان بنیاد بننی چاہیے اور functional language انگریزی ہے اور میں تو کہتا ہوں کہ جیسے جیسے ضرورت ہو' آخر دنیا کے علمی کام میں آج صرف انگریزی زبان ہی نہیں ہے' Chinese زبان میں کام ہوا ہے' جاپانی میں ہوا ہے' French میں ہوا ہے' جرمن میں ہوا ہے' Russian میں ہوا ہے' ہمیں سب سے استفادہ کرنا چاہیے۔ خود عربی زبان اور قرآن کو سمجھنا یہ ہمارے دین اور ثقافت کا حصہ ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زبان کے بارے میں بھی ایک پالیسی ازبس ضروری ہے۔

آپ ہندوستان کو دیکھیئے' ہمارے اس سے جو بھی اختلافات ہیں لیکن انہوں نے ہندی زبان کو تقسیم کے بعد ذریعہ تعلیم بنایا اور آج عالم یہ ہے کہ پورے ملک کے نظام میں اس زبان کی وجہ سے انہوں نے ایک یک جہتی پیدا کر لی ہے۔اسرائیل کو دیکھیئے ہبریو ایک dead زبان تھی لیکن انہوں نے اس کو ایک زندہ زبان بنایا اور آج عالم یہ ہے کہ ان کے سارے معاملات اسی زبان میں ہو رہے ہیں۔ چین اور جاپان کی بڑی مشکل زبانیں ہیں لیکن انہوں نے اپنی زبان کو صحیح اہمیت دی ہے۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم قومی زبان کو lip service دیتے رہے ہیں' دستور میں بھی لکھا ہوا ہے لیکن اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کو جس طرح ہمارے ہاں پرائیویٹ ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے' یہ ایک بہت بڑی tragedy ہے۔ private sector میں تعلیم کا رہنا ضروری ہے۔ میں اس کے خلاف نہیں ہوں لیکن تعلیم بنیادی طور پر قوم کی ذمہ داری ہے' ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس کے وسائل پر سب سے پہلا حق لوگوں کے لئے خوراک کا ہے کہ بھوکے نہ مریں اور دوسرا حق تعلیم کا ہے تاکہ وہ علمی اور ثقافتی اعتبار سے صحیح زندگی گزار سکیں۔ اس لئے ہمارے وسائل اس طرح استعمال ہونے چاہییں اور جس طرح حکومت تعلیم کو آہستہ آہستہ out source کر رہی ہے' یہ میری نگاہ میں بہت بڑی tragedy ہے اور قومی پالیسی

16

کے لئے بھی یہ بات ازبس ضروری ہے۔ ساتھ ہی جو یہ بات کہی گئی ہیں اس پر پورا پورا اتفاق کرتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر صاحب ذرا ٹائم کا خیال کیجئے۔ ہم ویسے ہی موردِ الزام ٹھہرائے گئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، ایک الزام اور بھی لے لیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہت سے الزام ہم پر بھی آئے ہیں اور آپ پر بھی آئے ہیں۔ جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں پالیسی سازی میں بھی خامیاں ہیں لیکن سب سے بڑی خرابی delivery system میں ہے، monitoring بھی اس کے بعد آتی ہے۔ دستوری پالیسی، resource کی فراہمی، planning اور delivery system۔ اس delivery system کو بنانا بہت ضروری ہے اور جن ممبران نے سرکاری اداروں کے بارے میں کہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ کچھ ادارے اچھے ہوں گے لیکن بحیثیت مجموعی حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سرکاری تعلیمی ادارے خراب تعلیم دے رہے ہیں، facilities نہ ہونے کے برابر ہیں، لوگ مجبور ہوتے ہیں کہ اپنا پیٹ کاٹ کر پرائیویٹ تعلیم کی طرف جائیں۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے لئے منصوبہ بندی ایسی ہونی چاہیے کہ جس میں صحیح منصوبہ، curriculum، planning، delivery system اور monitoring یہ پانچوں چیزیں اگر ہوں گی تو پھر ہم اس crisis سے نکل سکیں گے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Tahira Latif Sahiba.

سینیٹر طاہرہ لطیف، شکریہ جناب چیئرمین۔ تعلیم ملکی ترقی کا زینہ ہے اور ہمارا ملک تعلیم میں بہت کم ہے۔ اس وقت ہماری شرح خواندگی 52% ہے جبکہ اپوزیشن کے ممبران نے کہا کہ 20% ہے۔ ہم لوگ day today دیکھتے رہتے ہیں کہ تعلیم کی progress کے لئے کیا کام ہو رہا ہے جب سے یہ گورنمنٹ بنی ہے اتنی progress ہوئی ہے کہ یہ رات دن کام کر رہے ہیں۔ ہمارے پنجاب کے جو وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے پہلی سے دسویں جماعت تک تعلیم مفت کر

دی ہے اور ساتھ ساتھ انہوں نے کتابیں اور یونیفارم دینے کا بھی اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ جو پڑھنے کے لئے آتا ہے اسے دو سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیتے ہیں۔ اسی کی تقلید کرتے ہوئے ہمارے Prime Minister صاحب نے جو speech کی اس میں انہوں نے کہا کہ وہ پہلی جماعت سے دسویں تک تعلیم free کرتے ہیں۔ گورنمنٹ سے جتنا کام ہو سکتا ہے وہ کرتی ہے۔ honourable Opposition کے ممبران کو چاہیے تھا کہ کوئی ایسی suggestion دیتے کہ جس سے ہمارا جو literacy rate ہے وہ بڑھتا، نہ کہ یہ اِدھر کا اُدھر کا اور 20 percent اور 18 percent تک چلے گئے، ایسی بات ہرگز نہیں ہے پہلے بھی ----

جناب قائم مقام چیئرمین، دیکھیں آپ اپنی تقریر پر زور لگائیں، دوسروں کو چھوڑیں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، جی، اس کے لئے میری تجاویز بھی ہیں، ہماری 70% آبادی دیہاتوں میں ہے تو دیہاتوں میں ہماری شرح خواندگی بہت کم ہے اور وہاں پر شرح خواندگی کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ transportation نہیں ہے۔ Government کو چاہیے کہ کوئی قسطوں پر بسیں وغیرہ یا transport مہیا کرے تاکہ وہ بچیاں جو پانچویں جماعت کے بعد گھر پر بیٹھ جاتی ہیں، وہ سکولوں میں آ سکیں اور وہ تعلیم حاصل کریں۔ دوسرا یہ ہے کہ private تعلیمی اداروں کے بارے میں جو کہتے ہیں، private تعلیمی ادارے، اس کی یہ وجہ ہے کہ ہماری شرح خواندگی بڑھ رہی ہے کیونکہ تعلیمی ادارے تو Governments سکولوں کے شانہ بشانہ تعلیم دینے کے لئے نہایت اہم role ادا کر رہے ہیں۔ اس کے لئے میری چند تجاویز ہیں کہ تعلیمی اداروں کو taxes سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اور ان کے old age benefit کو ختم کیا جائے۔ میری تیسری تجویز ہے کہ private سکولوں کی registration کو سہل بنایا جائے اور یہ کہ اگر وہ چاہیں تو ان کو قسطوں پر بسیں فراہم کر دی جائیں تاکہ وہ دور دراز یا دیہاتوں کی طرف بھیجیں تو زیادہ سے زیادہ بچے سکولوں میں آئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں Education Minister جو یہ کام کر رہے ہیں، بہت اچھا کام کر رہے ہیں، ہم لوگ مشکور ہیں کہ انہوں نے پہلی جماعت سے English as compulsory subject نہیں لیکن English medium تعلیم compulsory

کی ہے۔ میں وزیر تعلیم سے کہنا چاہ رہی ہوں کہ ان لوگوں کو تعلیم دینے کی اجازت دیں' ان لوگوں کو سکول کھولنے کی اجازت ہو جو خود پڑھے لکھے ہوں یا ان کے پاس کوئی educational training ہو' اس پر بھی check ہونا چاہیے۔ ہم لوگ اس چیز کے لئے بہت زیادہ مشکور ہیں جو کچھ حکام کر رہے ہیں اور تعلیم پھیلانے کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ وہ private اداروں کو بہت سہولتیں دیں گے' ہم اس کے لئے وزیر تعلیم کے مشکور ہیں۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Buledi sahib.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : Thank you Mr. Chairman. یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور میری بہن نے اس مسئلے کو House میں debate کے لئے پیش کیا' میں انتہائی مشکور ہوں۔ جناب! تعلیم بہت اہم issue اور بہت اہم subject ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں تقریباً 80 فیصد وہ غریب جو دیہاتوں میں رہتے ہیں اور ان علاقوں میں رہتے ہیں جہاں زندگی کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں جو private schools ہیں وہاں صرف ان کے بچے پڑھتے ہیں جن کا bureaucracy سے تعلق ہو یا وہ Senators ہوں یا MNAs ہوں یا Director ہو یا X.En ہو لیکن وہ غریب جن کو تین ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے اور ان کے چھ بچے ہیں' ان کو تعلیم دینا بلکہ ان کے لئے روٹی مہیا ہونا مشکل ہے۔ جناب چیئرمین! اس ملک میں وہ ہزاروں بچے' لاکھوں یتیم بچے وہ بے بس جن کے ماں باپ بھی ہیں لیکن ان کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے' وہ دیہاتوں میں بالکل در بدر اور بغیر تعلیم کے زندگی گزارتے ہیں۔ ہمارے جو نئے وزیر تعلیم ہیں میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں power ضرور ہے لیکن آج تک اس کا اظہار یا آثار نظر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ وزیر تعلیم Education Standing Committee کو باقاعدہ بااختیار کریں اور جن دیہاتوں' میں جن areas میں تعلیم نہیں ہے' جناب چیئرمین! بلوچستان میں ایسے گاؤں ہیں' جہاں دو سو گھر بھی ہیں' وہاں ایک Primary School بھی نہیں ہے' اگر جناب! وہاں پر building ہے تو وہاں پر بیٹھنے کے لئے ٹاٹ نہیں ہے' وہاں کرسیاں نہیں ہیں' اگر کرسیاں ہیں تو وہاں سائے کے

لئے building نہیں ہے، وہاں laboratory کا سامان نہیں ہے۔ جناب! آپ دیکھ لیں کہ وہاں پر furniture بالکل نہیں ہے، وہاں کتابیں مہیا نہیں ہیں اور وہاں استاد ہی نہیں ہیں تو یہ سرکاری تعلیم کا حال ہے۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں ایک آسان تعلیم ہو جیسا کہ Europe اور دوسرے ممالک میں وزیر اعظم کا لڑکا اسی school میں پڑھتا ہے جہاں ایک مزدور اور ایک labour اور ریڑھی چلانے والے کا لڑکا پڑھتا ہے۔ جب تک اس ملک میں وہ نظام نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف ۵ فیصد لوگ یہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہاں بڑے بڑے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ جب open merit پر پوسٹیں آتی ہیں تو ایک غریب کسان کا لڑکا جو ایک دیہات میں تعلیم حاصل کرتا ہے اور B.A پاس کرتا ہے اور ایک وہ جو کسی کیڈٹ کالج یا پرائیویٹ کالج میں پڑھتا ہے دونوں کو اکٹھا بٹھا کر آپ کہتے ہیں کہ آپ مقابلہ کریں۔ میرٹ میں اس غریب کا لڑکا کبھی نہیں آئے گا۔ جتنی بھی پوسٹیں ہوں گی وہ سب وہی امیر کے بیٹے جو اعلیٰ کالجوں میں پڑھتے ہیں اور ماہانہ ۱۰ ہزار روپے دیتے ہیں وہی حاصل کریں گے۔ غریب کا بچہ کیسے ان کا مقابلہ کر سکے گا؟

جناب چیئرمین! یہاں پر تعلیم کی شرح ۴۷ فیصد بتاتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر کردار مذہبی مدرسوں کا ہے کہ ہم وہاں اپنی مدد آپ کے تحت تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں جا کر آپ میرٹ کو check کریں، وہاں آپ اخلاقیات کو check کریں۔ یہاں پر جو سکولوں اور کالجوں میں جو طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کا رویہ والدین کے ساتھ کیسا ہے؟ ان کا رویہ معاشرے کے ساتھ کیسا ہے؟ جو طلباء دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں آپ ان کا موازنہ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے ساتھ کریں تو ان کے رویے اور اخلاق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ آپ -----

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نے یہ غلط بات کر دی ہے۔ یہ زمین و آسمان کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اپنی اپنی سوچ ہے۔ آپ اپنی بات کو مکمل کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! یہ تعلیم کا مسئلہ ہے۔ وزیر تعلیم

اس کے لئے خصوصی طور پر ایک الگ کمیٹی بنائیں جو اس پر غور کرے اور تعلیم کے لئے خاطر خواہ بجٹ مختص کرے۔ آپ انڈیا کو دیکھیں، آپ بنگلہ دیش سے موازنہ کریں۔ آپ اپنے ہمسایہ ممالک کو دیکھیں کہ وہاں تعلیم کا تناسب کیا ہے؟ پھر یہاں پاکستان کو دیکھیں۔ یہاں تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ یہاں صرف بڑوں کے لئے اور امیروں کے لئے سب کچھ ہے۔ غریبوں کے لئے کوئی تعلیم نہیں ہے۔ میں وزیر تعلیم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں۔ وہ خود visit کریں اور دیکھیں کہ سرکاری سکولوں میں پڑھانے کے لئے استاد نہیں ہیں، بیٹھنے کے لئے فرنیچر نہیں ہے اور پڑھنے کے لئے کتابیں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی کیا ذمہ داری ہے؟ ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟ دوسرے اداروں کے لئے اربوں روپے کا بجٹ پاس کیا جاتا ہے جبکہ تعلیم کے لئے صرف ۲ فیصد بجٹ ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے۔ وزیر تعلیم کو بجٹ مختص کرنے کا مکمل اختیار دیا جائے۔ وزیر اعظم سرکاری خزانے سے تعلیم اور تعلیم بالغاں کے لئے خصوصی پیکج کا اعلان کریں۔ جہاں NGOs کو بڑی رقم دی جاتی ہے۔ ہمارے علاقے میں ۱۰۰ سکول دیئے گئے تھے مگر ہمیں پتا ہی نہیں ہے کیونکہ on the ground ایک سکول بھی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم اس کو check کریں۔ جہاں پر check نہ ہو، جہاں مانیٹرنگ سسٹم نہ ہو تو یہ تعلیم ناقص ہے۔ اس کے لئے وزیر تعلیم check کریں اور اس کو بہتر بنانے کے لئے Standing Committee کو بااختیار بنائیں۔ خصوصی طور پر ایک الگ کمیٹی بنائی جائے جو کہ تعلیم کے تمام پہلوؤں پر غور کرکے اس ملک کو ایک بہترین تعلیمی نظام provide کرے۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ، جناب۔ کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! محترمہ رزینہ صاحبہ کے ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس اہم issue پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ تعلیم بنیادی issue ہے۔ تعلیم ہی سے ہماری قسمت وابستہ ہے۔ تعلیم ہی سے ہمارے مقدر کا تعلق ہے۔ تعلیم ہی سے ہماری ترقی اور خوشحالی کا تعلق ہے لیکن بدقسمتی کے ساتھ جس طرح ہماری Foreign policy آئے دن بدلتی رہتی ہے اور اس کا

قبلہ آئے دن مختلف سمت رہا ہے۔ اسی طرح تعلیم کی policy میں بھی کوئی یکسوئی نہیں رہی ہے اور سنجیدگی کے ساتھ آج تک تعلیم کی پالیسی مرتب نہیں ہو سکی۔ لہذا ضروری ہے کہ تعلیمی پالیسی بڑی سنجیدگی کے ساتھ مرتب کی جائے اور اس کے لئے experts بیٹھیں۔ حال یہ ہے کہ تمام صوبوں میں سلیبس الگ الگ ہے -------

جناب قائم مقام چیئرمین، کمیلی صاحب! کبھی کبھار ادھر بھی دیکھ لیا کریں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، شکریہ۔ عادت کچھ ایسی پڑ گئی ہے۔ دائیں بائیں دیکھتا رہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں یہ دائیں بائیں دیکھنا ذرا کم کریں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، اچھا۔ ہمارے بہت سے دوستوں نے مذہبی تعلیم کی بھی بات کی۔ مذہبی تعلیم بھی لازمی ہے۔ پرائمری تعلیم جہاں لازم قرار دی گئی ہے وہاں بنیادی مذہبی تعلیم بھی سکولوں اور کالجز میں لازم قرار دی جائے تاکہ فرقہ واریت کا انسداد ہو سکے۔ یہ فرقہ واریت اسی لئے ہے کہ لوگوں میں ویسے ہی لٹریسی ریٹ بہت کم ہے۔ لیکن مذہب کے بارے میں تو ایک جیسی تعلیم مشکل سے پائی جاتی ہوگی۔ اور اسی وجہ سے دہشت گردی اور انتہا پسندی ہے۔ اس انتہا پسندی کو ختم کرنا ہے تو مذہبی تعلیم کو لازم قرار دیا جائے۔ اور سکولز اور کالجز میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ اس کے علاوہ فنی تعلیم Technical Training کو لازم قرار دیا جائے۔ چونکہ آج بی اے اور ایم اے بیروزگار پھرتے ہیں ان کو نوکریاں نہیں ملتیں۔ لیکن فنی تعلیم تو مختصر عرصے میں دی جا سکتی ہے۔ اگر کسی کے پاس فنی تعلیم ہوگی تو چھ مہینے سے لے کر دو تین سال میں حاصل کر سکتا ہے۔ تو یقیناً اس کا مستقبل روشن ہوگا۔

سرکاری سکولوں اور کالجز کی بات کی گئی کہ ان سکولز اور کالجز میں تعلیم free ہے۔ کاش کہ یہ بھی جائزہ لیا جائے کہ سرکاری سکولوں اور کالجز میں کیا حال ہے؟ کتنے سکولز اور کالجز واقعی چل رہے ہیں؟ اور نیشنلائیزیشن کے بعد ان سکولز اور کالجز کا کیا حال ہوا؟ کس قدر تعلیم دی جاتی ہے؟ کتنا کرپشن ہے ان سرکاری سکولز اور کالجز میں؟ جناب میں اپنا ذاتی تجربہ بتا رہا ہوں۔

میرا بیٹا فرسٹ ڈویژن میٹرک پاس ہوا۔ لیکن اسے کالج میں داخلہ نہیں مل رہا تھا۔ انتہائی کوششوں کے باوجود سات ہزار روپے رشوت دینا پڑی ہے۔ تب جا کر کالج میں داخلہ ملا۔ تو یہ ہے ہمارے سرکاری سکولوں کا حال اور کالجز کا حال۔ اور سات ہزار رشوت دینے کے بعد بھی جب میں نے دیکھا کہ کوئی پڑھائی نہیں ہو رہی ہے۔ تو پھر میں نے اس کو کوچنگ کلاس میں داخلہ دلا کر اس کی تعلیم مکمل کی۔ تو جناب عالی! یہ حال ہے کالجز اور سکولز کا تو اس طرف توجہ لازم ہے۔

(اس مرحلہ پر سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب بحیثیت پریذائیڈنگ آفیسر کرسی صدارت پر تشریف لائے)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جی کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب والا! کرپشن کا خاتمہ ضروری ہے۔ اصل میں اس کے لئے ایک NAB کی ضرورت ہے۔ تمام محکموں کے لئے کسی NAB کی ضرورت ہے۔ تاکہ کرپشن کا انسداد ہو سکے اور NAB صرف سیاستدانوں ہی کے لئے نہ ہو بلکہ تمام محکموں کے لئے جہاں جہاں کرپشن ہے۔ تعلیم اگر سنور جائے گی تو یہ ملک اور یہ معاشرہ سنور جائے گا۔ شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: جناب میں بڑے ادب کے ساتھ پوچھنا چاہتا ہوں کہ

are we discussing the literacy rate in the country or the education

کیا discuss کر رہے ہیں؟

because there is a lot of difference between literacy and education.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: اپنی تقریر کے دوران آپ اس کو واضح فرما دیجئے گا۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: تقریر کے دوران واضح کروں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جی ہاں۔ مولانا راحت حسین۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: شکریہ جناب چیئرمین! میں رزینہ عالم صاحبہ کا شکرگزار ہوں کہ جس نے اتنے اہم نوعیت کے مسئلے کو موضوع سخن بنایا۔ اور ہونا بھی چاہیے۔ اس طرح

کے موضوعات جس سے قوم اور ملت کو بالواسطہ فائدہ ہو اس قسم کے موضوعات جب اس ایوان اور پارلیمنٹ میں زیر بحث ہوں تو اس سے قوم اور ملک کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم جو ایک عبادت ہے اور اس کے متعلق اللہ رب العالمین کے واضح ارشادات موجود ہیں اور تعلیم ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر ہر کسی کا حق ہے اور اس کو اس کا حق ملنا چاہیے۔ تعلیم کے متعلق تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (عربی) کہ علم مھد سے لحد تک بھی حاصل کرو۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (عربی) علم کا سیکھنا اور تعلیم اور علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور پھر علم ایک جامع لفظ ہے اور اس کے اندر جتنے بھی علوم ہیں وہ سارے اس کا مجموعہ ہے۔ جدید technology کا علم ہو، علم دین جس کا ہمارے بنیادی عقائد سے تعلق ہے، وہ سیاسی علوم ہوں، اخلاقیات ہو، جتنے بھی علوم ہیں اس علم کے لیے اور علوم کے لیے ماحول پیدا کرنا یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔

جناب چیئرمین! اگر کسی مسئلے کا اور اہم مسئلے کا ذکر ایوان میں ہو اور کوئی Bill لایا جا رہا ہو تو اس حوالے سے وہ نہیں کہ اس پر صرف اور صرف تنقید کی جائے بلکہ ایک موضوع کو جب وہ یہاں رکھا جا رہا ہے تو اس کو اس حوالے سے رکھا جائے یا رکھا جا رہا ہو کہ اس میں کوئی کمزوریاں ہوں، کوئی نقصانات ہوں تو اس کا تدارک اور بہترین قسم کی تجاویز دی جائیں تاکہ ملک کا مستقبل روشن ہو۔ جناب چیئرمین! قوموں کے عروج اور زوال کا واسطہ علم کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور پھر علم، یہ زبانیں سیکھنا یہ بھی ایک علم ہے اور قرآن کریم میں اس طرح کی بات نہیں ہے کہ پشتو کے ساتھ علم سیکھنا ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اپنی مادری زبان سے علم سیکھنا یہ آسان اور سلیس ہوا کرتا ہے۔ انگریزی ہو، فارسی ہو، یا دوسری زبانیں ہوں ان کو سیکھنا یہ بھی ایک علم ہے اور میری بہن نے جو اہم مسئلہ پیش کیا ہے تو دونوں طرف کے اراکین سے اور ایوان سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس قسم کے موضوعات کو موضوع سخن بنائیں تاکہ دنیا کو بھی پتا چل جائے اور ہمارے ملک کے اندر عوام بھی اس سے فائدہ حاصل کریں۔

جناب چیئرمین! علم ایک ایسا زیور ہے جو قوموں کو رہبر بناتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی تو انہوں نے کاتبین کو رکھا تھا اور

اس کا مطلب یہ ہے کہ علم ایک لازم امر ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کے متعلق امر کے ساتھ ذکر کیا ہے تو جناب چیئرمین! میری گزارش یہ بھی ہے کہ یہ پاکستان بننے کے بعد مختلف حکومتیں تبدیل ہوتی رہی ہیں، ہر حکومت نے اس قسم کے موضوعات تو چھیڑے ہیں لیکن اس کے لیے کوئی انتظام اور منصوبہ بندی نہیں کی۔ ایک دوسرے پر تنقید کرتی رہی ہیں اور تنقید کرتے جا رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اس کے لیے ماہرین تعلیم کی ایک کمیٹی اور پارلیمنٹ کی بھی ایک کمیٹی بنائی جائے اور نصاب تعلیم کو ایسے وضع کیا جائے جس سے ہماری ثقافت، تہذیب اور تمدن کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے اور دنیا کی قوموں کے ساتھ مقابلے کے لیے ہم آگے ہو جائیں اور انشاء اللہ العزیز یہ ملک بھی ترقی کرے گا اور ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین! میں شکرگزار ہوں محترمہ رزینہ صاحبہ کی کہ انہوں نے وقت کی ضرورت اور نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایک ایسے اہم issue کو raise کیا جو کہ میرے خیال میں پوری پاکستانی قوم کے لیے آج تک ایک مسئلہ بنا رہا ہے اور پوری قوم کا حل بھی تعلیم میں ہی ہے۔

جناب چیئرمین! کسی بھی ملک کی ترقی کا راستہ تعلیم ہے۔ تعلیم ہی انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت ہے۔ "تعلیم حاصل کرو خواہ تمہیں اس کے لیے چین جانا پڑے۔" یعنی کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ تعلیم کے لیے ہمارے لیے بہت سی مشکلات ہیں۔ یہ کوئی ایسی آسان بات نہیں ہے کہ جسے ایک دن میں یا ایک سال میں یا چند سالوں میں پورا کیا جاسکے۔

یہاں پر بات ہوئی کہ پورے ملک میں 54% literacy rate ہے۔ مگر میرے خیال سے یہ بات پنجاب اور سرحد کے لیے تو بہتر ہوگی مگر یہ بلوچستان کے لیے صحیح نہیں ہے۔ 30% بھی اگر کہا جائے تو میرے خیال میں شاید یہ بھی غلط ہوگا۔ 25% کے قریب literacy rate بلوچستان کا ہے۔

بیشک موجودہ حکومت نے بہت زیادہ کوششیں کی ہیں، بہت کاوشیں کی ہیں، ESR

Programme کو چلانے میں بھی، جس کا agenda ہے کہ 2015ء تک ہر فرد کو تعلیم یافتہ بنایا جائے۔ خدا کرے کہ یہ agenda پورا ہو۔

بلوچستان کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ رقبے کے لحاظ سے بلوچستان بہت بڑا ہے اور بہت بڑے area پر پھیلا ہوا ہے۔ یہاں چند گھروں پر مشتمل بھی چند گاؤں ہیں، ان گاؤں تک پہنچنا، ان گاؤں میں تعلیم دینا بیشک ایک مشکل کام ہے مگر ناممکن نہیں۔ یہاں ہر جگہ، ہر گاؤں میں سکول کھولنا بے حد ضروری ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ ہمارے ہاں سب سے منظم NGO مدارس ہیں۔ اگر یہ مدارس جدید تعلیمی system کے ساتھ منسلک کیے جائیں۔ یہاں پر computer, فنی تعلیم اور English پڑھائی جائے تو میرے خیال میں اس سے بہت بہتر نتائج ثابت ہوں گے۔

جہاں پنجاب میں مفت تعلیم کا اعلان ہوا ہے، میرے خیال میں یہ بلوچستان میں بھی ہونا چاہیے۔ وزیر صاحب، (تعلیم) بیٹھے ہوئے ہیں، بلوچستان میں بھی matric تک تعلیم کو مفت ہونا چاہیے۔ تعلیم دو طریقوں سے ہوتی ہے۔ Formal بھی اور nonformal بھی۔ Formal کے لیے تو حکومت بہت زیادہ funding بھی کرتی ہے، بہت زیادہ توجہ بھی دیتی ہے مگر nonformal کے حوالے سے جو کہ بہت دور دراز علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اسے فعال کرنا بھی بڑا مشکل کام ہے، بہت کم funding ہوتی ہے اور اس کے لیے آج تک پاکستان میں کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جو nonformal کے اساتذہ کو training دے سکے اور اس موجودہ دور میں اساتذہ کی تنخواہ صرف ایک ہزار روپے ہے جو کہ میرے خیال میں آٹے میں نمک کے برابر بھی اسے نہیں کہہ سکتے۔

آج تک nonformal کے حوالے سے جو کام ہوا ہے وہ بہت کم ہے۔ جو training centers بننے چاہئیں اس کے لیے، اساتذہ کی تنخواہ زیادہ کرنی چاہیے اور اس کی monitoring ہونا بہت ضروری ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی ہم تعلیم کے اس target کو پورا نہیں کرسکے جو کہ ہمارا aim تھا۔ اس وقت مجھے امید ہے کہ وزیر صاحب جو اپنی planning کر رہے ہیں، جو کوششیں کر رہے ہیں وہ ضرور بارآور ثابت ہوں گی اور وہ اس میں کامیاب ہوں گے۔ ابھی چند دن پہلے، تین، چار مہینے پہلے ایک کارٹون چھپا تھا اخبار میں۔ جس میں ایک تصویر

بنائی گئی تھی وزیر صاحب کی اور ان کے ہاتھ میں ایک gun تھی جو ایک بچے کے سر پر رکھی ہوئی تھی اور اس میں یہ تھا کہ اب تعلیم حاصل کرو۔ تو خدا کرے کہ کوئی نہ کوئی طریقہ ایسا ضرور بنے جس میں بچے تعلیم حاصل کریں اور میرا ملک تعلیم یافتہ ہو۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ، شکریہ۔ سید ہدایت اللہ شاہ ! not present جی مہیم خان بلوچ۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ ، جناب ! بہت بہت شکریہ۔ آج کا موضوع لٹریسی کے حوالے سے زیر بحث ہے۔ لٹریسی یعنی خواندگی، خواندگی یعنی تعلیم میں سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ کسی ملک کے لئے، کسی قوم کے لئے ، کسی community کے لئے، اگر وہ اس globalisation میں زندہ رہنا چاہتا ہے ، ایک قوم کی حیثیت سے، ایک ریاست کی حیثت سے، ایک community کی حیثیت سے تو اس کی سب سے بنیادی ضرورت تین چیزوں پر مشتمل ہے، تعلیم، سائنسی ترقی اور وسائل یہ تینوں ایک cycle ہیں اگر ایک نہ ہوگا تو دو چل نہیں سکیں گے، اگر دو نہیں ہونگے تو ایک نہیں چل سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تینوں کا بیک وقت ہونا ضروری چیز ہے۔ جب ہم اپنے ملک کی لٹریسی کے حوالے سے بحث میں حصہ لے رہے ہیں تو میں برملا کہوں گا کہ ہمارا مجموعی طور پر تعلیم کا معیار، خواندگی کی جو percentage ہے اور globalisation کے حوالے سے ہم اپنے آپ کو لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج کے سائنسی دور میں، اکیسویں صدی کے دور میں، ہم خواندگی کے percentage کے حوالے سے تعلیم کے معیار پر نہیں اترتے ہیں کہ آج ہم globalisation میں compete کر سکیں۔ دنیا کو چھوڑیں، میں صرف سارک ممالک کی مثال دیتا ہوں۔ جتنی بھی رپورٹیں چھپی ہیں ان تمام میں، خواندگی میں، تعلیم میں، سارک ممالک کے مقابلے میں پاکستان بہت پیچھے ہے۔ جب ہم تعلیم کی وجوہات کی طرف جاتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ریاست کی تعلیم دینے کی سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ریاست کا جو مجموعی بجٹ ہے اس بجٹ میں جب فنڈ کی بات آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی جو ضرورت ہے ، جو تعلیم کے فنڈ کی ضرورت ہے، اس کو چلانے کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ قومی بجٹ میں تعلیم کی جو percentage فنڈ کے حوالے سے ملنی چاہیے

وہ اب تک اسے نہیں مل رہی۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیمی یکسانیت نہیں ہے۔ ہمارے صوبے میں تعلیم کے حوالے سے بہت سی بلڈنگز ہیں، بہت سے ٹیچرز ہیں، جب ہم اس کے مقابلے میں فیڈرل گورنمنٹ میں آتے ہیں تو فیڈرل گورنمنٹ کے وسائل الگ چیز ہیں۔ پرائیویٹ میں جب آتے ہیں تو وہ الگ چیز ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہر ایک کا سلیبس مختلف ہے۔ لہذا میں کہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں تعلیمی نظام جس کی ضرورت ہوتی ہے اب تک ہمارے ملک میں یکساں نہیں ہے جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کے حوالے سے جو سکول اور کالجز ہیں۔ میں صرف غریبوں کو وہاں دیکھتا ہوں اور غریبوں کی تعلیم میں اس قوم کو صرف ایک ٹیچر اور کلرک کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے حوالے سے جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں وہ صرف اور صرف اس ملک میں ٹیچر اور کلرک، جو بالکل نچلے درجے کے منصب پر ہوتے ہیں اس کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔ باقی جو فیڈرل گورنمنٹ ہے وہاں پر تعلیمی معیار بھی ہے اور فنڈز بھی ہیں وہاں سب کچھ ہے۔ ظاہری بات ہے کہ اس میں ہمارے ملک کے منصب دار اور ہمارے ملک کے سیاسی رفقا کار پڑھتے ہیں اور انہی کے فرزند PCS میں جاتے ہیں یا دوسرے professions میں جاتے ہیں، عام لوگ بیچارے وہی کلرک، وہی ٹیچر بن رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں آپ سے عرض کروں کہ اس ملک میں تعلیمی اصلاحات کی ضرورت ہے وہ ضرورت کون کونسی بنیادی چیزیں ہیں، میں ان کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ تعلیم یکساں ہونی چاہیے۔ فیڈرل گورنمنٹ کا، پرائیویٹ اور صوبوں میں تمام کا سلیبس ایک ہونا چاہیے۔ ایک ہی تعلیمی معیار ہونا چاہیے تاکہ کوئی غریب یہ محسوس نہ کرے کہ میرا تعلیمی معیار کم ہے، پرائیویٹ کا تعلیمی معیار بلند ہے، فیڈرل گورنمنٹ کا بلند ہے جس سے وہ مایوسی کا شکار ہوتا ہے۔ تمام کا سلیبس ایک ہو، معیار ایک ہو اور تمام کو یکساں فنڈز مہیا کئے جائیں۔

نمبر ۲، ہمارے مجموعی بجٹ کا جو حق ہے، ہم دنیا میں کیا کریں گے۔ آج ترقی یافتہ ممالک میں، ترقی پذیر ممالک چھوڑیں، آج تک بہت سے ترقی یافتہ ممالک اپنے بجٹ کا مجموعی طور پر 20,25% education کو دیتے ہیں اور ہمارے ہاں 1% something ہے۔ جب آپ فنڈ نہیں دے رہے ہیں تو اس سے ہم اپنے تعلیمی معیار کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں؟ جب آپ فنڈز نہیں دے رہے ہیں تو اصلاحات کیسے ہوں گی۔ جب اصلاحات ہوں گی تو اس کو implement

کرنے کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے، وہ کہاں سے آئیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے حوالے سے مرکزی بجٹ ہے یا صوبائی بجٹ وہ سب سے زیادہ تعلیم کو ملنا چاہیے۔ اس کے علاوہ میں کہتا ہوں کہ جب فنڈ ہوگا تو پورے پاکستان میں، تمام علاقوں میں میٹرک تک تعلیم مفت ہونی چاہیے۔ آج پنجاب گورنمنٹ نے اپنے حوالے سے کی ہے، بڑی خوشی کی بات ہے۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں کہ وہاں کے پسماندہ لوگوں کو موقع دیا جارہا ہے کہ وہ مفت میں تعلیم حاصل کریں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Please try to conclude now.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میں سمجھتا ہوں کہ میٹرک تک تو مجموعی طور پر مفت تعلیم ہونی چاہیے۔ اردو زبان ہماری قومی زبان ہے۔ ہم اس کا احترام کرتے ہیں لیکن اردو زبان بین الاقوامی زبان نہیں ہے، وہ سائنسی زبان نہیں ہے، وہ علم کے حوالے سے ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی۔ ہمیں انگلش کو اپنی سائنسی زبان کے حوالے سے، اپنی بین الاقوامی زبان کے حوالے سے اپنانا ہوگا لہذا first class سے انگلش ضروری ہے۔ اردو ہماری قومی زبان کے حوالے سے ایک ملکی زبان ضرور ہے۔

اس کے علاوہ سائنس کی تعلیم ضروری ہے۔ وہ بھی بنیادی طور پر ہونی چاہیے۔ NGOs ہمارے ملک میں بے شک ہیں لیکن ان پر پورے پاکستان میں شخصیات کی گرفت ہے۔ جو بھی فنڈ آتا ہے، جس جس مقصد کے حوالے سے فنڈ دیے جاتے ہیں وہ اس مقصد کے حوالے سے استعمال نہیں ہوتے بلکہ شخصیات تمام فنڈز کو اپنی ضروریات پر استعمال کرلیتی ہیں اور یہ NGOs شخصیات کو sound کرنے کا ذریعہ بن گئیں ہیں لیکن جو مقاصد ہیں اور جو غریب ہیں ان کو یہ فنڈ نہیں ملتے، بلڈنگیں تو ہیں، گاڑیاں ان کے پاس ہیں، سب کچھ ہے لیکن ان NGOs کی production کچھ نظر نہیں آتی صرف شخصیات کو آگے بڑھانے کے سوا۔

آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان میں چار بنیادی زبانیں پشتو، بلوچی، سندھی اور پنجابی ہیں اور ان علاقائی زبانوں کو حکومت recognize کرے، ان کی حوصلہ افزائی کے لیے، ان زبانوں میں علاقائی تعلیم ہونی چاہیے کیونکہ ان زبانوں کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔

بلوچستان اصلاحات کے حوالے سے ایک پسماندہ صوبہ ہے۔ بلوچستان کے تعلیمی معیار کو آگے لے جانے کی ضرورت ہے اس کے لیے ایک special package کی ضرورت ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر، سید سجاد حسین بخاری۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! Thank you very much. جیسے میرے تمام ساتھیوں نے رزینہ عالم صاحبہ کا شکریہ ادا کیا ہے، میں بھی شکریہ ادا کروں گا کہ اتنے اہم موضوع کو انہوں نے بحث کے لیے اس ایوان میں پیش کیا۔ بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں لیکن ایک بات مشترکہ جو ہم نے سنی ہے جو اس طرف سے بولے ہیں یا اس طرف سے بولے ہیں کہ اس ملک میں تعلیم کو عام کرنے کی، literacy rate کو بڑھانے کی ضرورت ہے اور جو کچھ اب تک اس سلسلے میں ہوا ہے وہ ناکافی ہے اس میں بہت زیادہ، مزید add کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب بنگزئی صاحب نے تجویز دی تھی اور آپ کا شکریہ کہ آپ نے بہت سارے لوگوں کو اس پربات کرنے کا موقع دیا۔ اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نہ صرف بات کرنی چاہیے بلکہ اس طرف توجہ بھی دینی چاہیے تاکہ ہم اس بنیادی مسئلے کا حل تلاش کر سکیں۔ قوموں کی تاریخ میں دیکھیں کہ وہی قومیں آگے بڑھی ہیں جنہوں نے اس subject پر توجہ دی، تعلیم کو عام کیا۔ مجھے یاد ہے جب ٹونی بلیئر برطانیہ میں اپنے الیکشن کے آخری دن میں تھے تو ٹی وی پر ان سے انٹرویو لیا گیا اور انہیں کہا گیا کہ ایک فقرے میں آپ بتائیں کہ اگر آپ الیکشن جیت جائیں تو آپ کی priorities کیا ہوں گی تو انہوں نے کہا کہ

we have three priorities, education, education and education.

یعنی وہ قومیں جو کہ بہت تعلیم یافتہ ہیں پہلے ہی لیکن آج بھی ان کو یہ ادراک ہے اور فکر ہے کہ کہیں ان کی قوم تعلیم کے معاملے میں پیچھے نہ رہ جائے وہ آج بھی سب سے زیادہ اپنی توجہ اس بات پر دے رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ماضی میں قیام پاکستان سے لے کر اب تک تعلیم کو عام کرنے کے حوالے سے جو کچھ کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا گیا اور خاص طور پر یہاں بات ہوئی

تھی کہ جب ہماری حکومتیں آتی ہیں، ان کے جو پروگرام ہوتے ہیں، جو agenda ہوتا ہے ان میں priorities unfortunately تعلیم شامل نہیں ہوتی۔

ابھی اس حکومت کی بات کریں، جب جنرل مشرف نے take over کیا تو انہوں نے seven points agenda دیا تھا unfortunately اس میں تعلیم کا ذکر تک نہیں تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ ابھی Prime Minister صاحب تشریف رکھتے تھے کاش وہ یہاں ہوتے تو میں ان کے سامنے بات کرتا لیکن آپ کے توسط سے بھی عرض کروں گا کہ آج بھی وہ جو priorities طے کر رہے ہیں اس میں وہ اولیت literacy کو عام کرنے پر دیں کیونکہ جب تک اس شعبے میں ہم ترقی نہیں کریں گے۔ ہم دوسری قوموں میں ایک باعزت اور باوقار مقام بھی حاصل نہیں کرسکتے اور ہم ترقی کی منازل بھی طے نہیں کر سکتے۔ Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Ch. Naeem Hussain Chatha.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ موضوع بہت اہم ہے اور اس پر ہمارے ساتھیوں نے بہت اہم باتیں کی ہیں۔ یقیناً اس موضوع کی اہمیت اور افادیت پر دو رائے نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ قومی ترقی اور ملکی خوشحالی اسی سے وابستہ ہے اور یہ بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ Founder of the nation, بابائے ملت نے بھی اسی پر زور دیا تھا کہ یہ ایک بنیادی چیز ہے، اس پر کوئی کوتاہی، کوئی سستی، کوئی لاپرواہی نہیں کرنی چاہیے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک ہم نے اس کی اہمیت اور افادیت کو صحیح طور پر تسلیم نہیں کیا ہے اور جو ملک کی حالت ہے، وہ آج آپ کے سامنے ہے۔ زبوں حالی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم تعلیم سے کنارہ کشی کر رہے ہیں حالانکہ ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھی تعلیم پر زیادہ توجہ دینی چاہئیے۔ جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اللہ تبارک تعالیٰ نے بھی پہلا لفظ "اقراء" دیا کہ پڑھو۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار ہا تعلیم پر ہی زور دیا مثلاً کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جنگوں کے دوران جو قیدی ہوا کرتے تھے، ان کی سزا میں تخفیف اس بناء پر کی گئی کہ انہیں کہا گیا کہ آپ ہمارے بچوں کو پڑھائیں اور پھر آپ کی رہائی ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ محترمہ کہہ رہی تھیں کہ

اگرہمیں چین تک بھی جانا پڑے تو علم حاصل کرنا چاہئیے۔ یعنی اس وقت چین جانا بڑا دشوار گزار تھا یعنی مسلمانوں کے لئے بہت مشکل مراحل سے گزر کر بھی تعلیم حاصل کرنا بہت ضروری قرار دیا گیا، لیکن اس کے باوجود خواندگی کی شرح میں کمی کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس پر توجہ کم دی گئی ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں بہت ساری اصلاحات کی ضرورت ہے۔ جو بندے پڑھے لکھے ہیں، ان کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ دانشور حضرات جو اپنے آپ کو بہت باعلم کہتے ہیں اور پاکستان کے معمار بنتے ہیں اور مستقبل کی راہیں دکھاتے ہیں، وہ بھی کئی دفعہ اسلام کی بنیادی ضروریات اور بنیادوں پر حملہ آور ہوتے ہیں، وطن پاکستان کی تخلیق پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ secular نظام ہونا چاہیے تھا، demarcation نہیں ہونی چاہیے تھی اور یہ تقسیم ہندوستان غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی یہ سوچ ہے تو پھر یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارے syllabus میں ایسی باتیں آنی چاہئیں کہ جن سے اپنے ملک اور اسلامی اقدار کو اجاگر کیا جاسکے۔ وطنیت اور ملکی سالمیت کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکے تاکہ اگلی قوم، اگلی نسل اس ملک کی صحیح طور پر محافظ ثابت ہو سکے۔

جناب والا! اس سلسلے میں، میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اگر ہم نے علم کی واقعی قدر کرنی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قائد اعظم کے فرمان کے مطابق تعلیم پر توجہ دینی چاہیے۔ ہم نے اس ملک کو چلانا ہے تو پھر ہمیں استاد کی عزت اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرنا ہوگا اور اسے مالی مسائل اور دشواریوں سے آزاد ماحول فراہم کرنا ہوگا تاکہ وہ قوم کے نوجوانوں کی صحیح طور پر آبیاری کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے لئے انصاف اور تعلیم دو بنیادی ضروریات ہیں۔ یہ دونوں چیزیں فراہم کرنے والے، ججوں اور معلمین کی تنخواہوں میں بہت زیادہ اضافہ ہونا چاہیے اور ان کی عزت میں اضافہ ہونا چاہیے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو باربار کہا جا رہا ہے کہ تعلیم بالغاں ہونی چاہئیے۔ اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ میرے نقطہ نظر سے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پہلے بھی کئی حکومتیں اس پر کام کر چکی ہیں۔ ایسا کرنا، میرے خیال میں وقت اور پیسے کا زیاں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سارا زور اگلی نسل پر دیں جو کل کو پاکستان کی قسمت کے مالک بننے والے ہیں جنہوں

نے کل پاکستان کی حفاظت کرنی ہے۔ ہم پاکستان کے مستقبل کی خاطر نئی نسل کو تعلیم سے آراستہ کریں اور adult education میرے خیال میں بے معنی اور فضول چیز ہے اس سے کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اعلیٰ education کو مد نظر رکھتے ہوئے ، اس کے وسائل اور اس کے بجٹ میں اضافہ ہونا چاہیے اور معلم کی عزت کی ہمیں بہرحال ضمانت دینی چاہئیے ۔ ہمارے خلفائے راشدین میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا مقام ہے۔ ان کے دور میں مسلمانوں اور اسلام نے بہت زیادہ ترقی کی اور بہت زیادہ وسعت آئی۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی بڑی سلطنت کے مالک ہیں ، آپ کا اتنا جاہ وحشم ہے اور اتنے انصاف کے داعی ہیں، تو آپ کی کوئی خواہش ہے۔ تو انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو مجھے معلم ہونے کا بہت شوق ہے۔ تو یعنی وہ خلافت سے معلم ہونے کو زیادہ اہمیت دے رہے تھے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پیشے کی واقعی عزت کرتے ہوئے ہمیں معلم کی عزت اور اس کے مالی وسائل ، اس کی سوچ کو اور اس کے لیے بہتر ماحول فراہم کرنا ضروری ہو گا۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے بہتر مستقبل کے لیے اور ملک کی بقاء کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کو صحیح طور پر قائد اعظم کے کہنے کے مطابق اس پر عمل کریں۔ پروفیسر خورشید صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ اس پر ایک consensus ہونا چاہیے اور اس پر ایک پالیسی ہونی چاہیے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں بلکہ ہمارا consensus صرف تعلیم پر نہیں ، بلکہ صحت پر ، زراعت پر بھی ، آبی ذخائر بھی اور اس کے مستقبل پر بھی ، کشمیر پالیسی پر سب پر ہونا چاہیے۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک بڑا غلط رواج ہے کہ پہلی حکومت جب جاتی ہے تو دوسری حکومت اس کے اچھے کاموں کی نفی میں زور لگا دیتی ہے اور ایک منفی سوچ دیتی ہے۔ تو یہی ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارا ملک آگے جانے کی بجائے بلکہ پچھلی طرف جاتا ہے۔ جب وہ اپنے سارے وسائل ، اپنی ساری سوچ اور پالیسی کو بدل کر نئی پالیسی شروع کرتا ہے۔ تو پھر زیرو سے شروع ہو کر قوم کیا ترقی کر سکتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری policies میں قومی consensus ہونا چاہیے ۔ حکومتیں آتی جاتی رہیں ۔ بدلتی رہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہماری policies کا تسلسل ہی اس ملک کی خوشحالی اور اس ملک کی بہتر ترقی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ تو میرے خیال میں یہ ضروری ہے۔ کہ ایک ایسا ماحول ،

ایسی فضا پیدا کی جائے جس سے ہم سارے کے سارے کم از کم جہاں مفاہمت ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ قومی مفاد خواہ ہمارے اقتدار ، خواہ ہماری ضرورت ، خواہ ہماری بقاء کے خلاف بھی جاتا ہو لیکن ہمیں قومی مفاد کو ہرگز کسی صورت قربان نہیں کرنا چاہیے اور اپنے ذاتی مفادات کو آگے نہیں لانا چاہیے ۔ this is the main bad luck with Pakistan and with the Pakistanis. تو میں سمجھتا ہوں کہ ان ساری چیزوں کے لیے قومی مفاہمت ہونی چاہیے اور اس میں اقتصادیات، آبی ذخائر ، امن عامہ ، احتساب یہ ساری چیزیں ضروری ہیں۔سب کو اکٹھا کرکے بلا کر قومی سوچ کے مطابق قومی پالیسی وضع کریں اور اس کے مطابق جس طرح بعض ترقی یافتہ ممالک میں ہے۔ اقتدار آتا جاتا رہے لیکن سسٹم اور پالیسی میں تسلسل رہتا ہے اور یہی وہ بنیادی ضرورت ہے قوموں کی ترقی کے لیے، اور قوموں کے اتفاق و اتحاد کے لیے ۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔

Mr. Presiding Officer: Saadia Abbasi Sahiba.

Senator Mrs. Saadia Abbasi: The World Bank has issued a Report on the State of Education in Pakistan in the Last Five Years. A copy of that report should be made available for all Members of the Senate so that they can review it. Other than that, I would just like to say that there is a need for a Comprehensive National Education Policy and in that there has to be the involvement of members from civil society so that they can give their input and a meaningful policy can be initiated in this country which will survive all governments. It is regardless of political affiliations and that is all I would like to say.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : فاضل وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ یہ چونکہ ایک استفسار ہے اس رپورٹ کے پیش کرنے کا، کیا وہ رپورٹ available ہو گی اور House میں پیش کر دی جائے گی؟

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf Qazi (Federal Minister for Education): I am not aware of the report which probably she is referring to but if it is World Bank Report, we will get it and we can present it. I am not aware which report it is but if she points it out to me, we will try and put it before the House.

Mr. Presiding Officer: Yes. Please look into it. May be the World Bank Report or may be UNESCO Report whatever it is, that may kindly be presented to the House.

Next speaker on the list is Bibi Yasmin Shah

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جناب چیئرمین! ہمارے اس ایوان میں اس وقت education پر بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ ایک دو منٹ کچھ بولنا چاہوں گی ۔ Literacy means sir, non-formal education اس کی ہمارے rural area میں کافی ضرورت ہے کیونکہ rural area میں خاص کر بچیوں کے لئے کافی problem ہے کیونکہ ان کو دور دراز علاقوں میں اور اپنے شہر سے باہر نہیں چھوڑا جاتا ۔ والدین ان کو allow نہیں کرتے کہ وہ باہر تعلیم کے لئے جائیں ۔ میرے خیال میں ہم formal education پر تو زیادہ دھیان دیتے ہیں اس پر بہت زیادہ check and balance ہوتا ہے لیکن non-formal education پر اس طرح کا کوئی check نہیں ہوتا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے ۔ دو کمروں کا سکول کھول دیا ' ایک ٹیچر لگا دیا وہاں بچے ڈال دیئے ۔ پتا نہیں بچے پڑھ رہے ہیں یا نہیں پڑھ رہے ہیں ، تعلیم مل رہی ہے یا نہیں مل رہی ہے ۔ میرے خیال میں حکومت کو چاہیے کہ وہ اس طرح کی کچھ پالیسی بنائیں یا اس طرح کی کوئی کمیٹیاں بنائیں کہ وہ اپنے اپنے صوبوں اور علاقوں میں جاکر پتا کریں کہ جو خرچہ حکومت نے کیا ہے یا جس طرح کے پروگرام حکومت نے وہاں کئے ہیں وہ ہو بھی رہے ہیں یا نہیں ہو رہے ہیں ۔ جناب NGOs اور NCHD بھی کافی پروگرام کر رہی ہیں ۔ بدین کے علاقے میں بھی انہوں نے کافی کام کیا ہے ۔ ٹھٹھہ میں

بھی ، سندھ کے باقی علاقوں میں بھی وہ اپنی پالیسیوں کے مطابق کام کر رہی ہیں ۔ میری یہ التجا ہے وہ literacy programme پر زیادہ سے زیادہ دھیان دیں اور جتنا زیادہ سے زیادہ اس پر کام ہوسکے ہمیں کرنا چاہیے ۔ شکریہ ۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر : پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! میں بھی آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ باتیں بہت ساری آ چکی ہیں اور تجاویز بھی ۔ مجھے دونوں اطراف کی تجاویز سے مکمل اتفاق ہے ۔ خواندگی کی اہمیت کے بارے میں یہ بات کہی جاچکی ہے کہ قرآن مجید کی پہلی وحی کا آغاز ہی (اقرا) سے ہوا اور یہ اس کی سب سے زیادہ اہمیت ہے ۔ محترمہ رزینہ عالم خان صاحبہ نے سعدی کا یہ مصرعہ پڑھا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے (فارسی) خواندگی اور تعلیم میں فرق ہے لیکن خواندگی تعلیم کی بنیاد ہے ۔ خواندگی کے بغیر تعلیم کا تصور نہیں ہوسکتا لیکن خواندگی تعلیم کا مکمل نعم البدل بھی نہیں ہے ۔ خواندگی کے بعد تعلیم اور تربیت کی بھی ضرورت ہے ۔ یہ فرمایا گیا ہے شاید حدیث مبارکہ ہے (عربی) اور اسی چیز کو مولانا روم نے شعر کی زبان میں کہا ہے (فارسی) ۔ خواندگی تعلیم کی بنیاد ہے اور خواندگی ضروری ہے ' لکھنا پڑھنا آنے کے بعد ہی تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے اور تربیت دی جاسکتی ہے اس کے بغیر تربیت ممکن نہیں ہے ۔ علامہ اقبال نے اپنی مشہور نظم میں کہا ہے جس میں پیر رومی سے وہ ہمکلام ہیں ۔

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب
قلب میں باقی ہیں اب تک درد و کرب

اور پیر رومی سے جب جواب مانگتا ہے تو اس کی طرف سے جواب ملتا ہے

دست ہر نامرد بیمار کند
سوئے مادر آں کہ تیمار کند

اس لئے خواندگی کے ساتھ ساتھ تعلیم اور تربیت اور بالخصوص اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا (عربی) مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے اور قرآن عظیم الشان میں ان کی دعا بھی یہ ہے رب زدنی علما کہ اے رب میرے علم کو بڑھا دے ۔ لیکن

اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم کے بارے میں فرمایا گیا (عربی) آپ اخلاق کے بہترین مرتبہ پر ہیں ۔ تعلیم اور خواندگی کے ساتھ اگر اخلاق کی بنیاد ہو تو یہ انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن خواندگی اور تعلیم کے ساتھ اگر اخلاق کی بنیاد نہ ہو تو یہ پھر انسانیت کی تباہی اور بربادی کے لئے استعمال ہوتا ہے جس طرح آج ہم دنیا کا نقشہ دیکھتے ہیں اس لئے خواندگی اور تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاق اور تربیت بھی نہایت ہی لازمی ہے ۔

جناب چیئرمین! یہاں پر یہ بات کہی گئی ہے اور بالکل درست ہے کہ طبقاتی نظام تعلیم خواندگی کے راستے میں بھی اور تعلیم کے راستے میں بھی رکاوٹ ہے اور ملک کی ترقی کے راستے میں بھی رکاوٹ ہے۔ تعلیم کے کئی طبقات ہیں صرف دو نہیں ، گورنمنٹ schools اور private schools الگ ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کے بارے میں بات ہو چکی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ علماء کرام اس بات پر آمادہ ہیں اور انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اگر Arts Group اور Science Group کے ساتھ ساتھ ایک تیسرے گروپ کا اضافہ کیا جائے جس کو درسِ نظامی گروپ کہا جائے اور جس میں advance Arabic اور advance Islamic Studies ہوں اور وہ بنیاد بنے اور میٹرک کرنے کے بعد وہ طلباء درسِ نظامی میں آگے تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کریں، اس کے لئے مدارس بھی تیار ہیں اور علماء کرام بھی تیار ہیں۔ گورنمنٹ اور پرائیویٹ کا طبقہ بھی ختم ہونا چاہیے۔ اس طریقے سے جو دینی اور دنیاوی تعلیم کی تقسیم کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے اور اس وقت ترقی کے راستے میں جو رکاوٹ ہمیں درپیش ہے اس رکاوٹ سے ہم نجات پا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! آخر میں، میں یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں، یہاں پر میرے دوستوں نے نشاندہی کی ہے کہ نصاب اور درسی کتب پر اعتراضات ہوئے اور اس کی وجہ سے یہ شکایت ابھی تک موجود ہے کہ کئی مہینوں تک ہمارے بچوں کو درسی کتب فراہم نہیں کی جا سکیں۔ آپ کی وساطت سے وزارت تعلیم کے جو ذمہ داران ہیں ان سے میری گزارش ہو گی کہ اس طرح کے متنازعہ امور سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں اور جو چیزیں متفقہ علیہ ہیں اور جن پر اتفاق ہے ان ہی چیزوں کو نصاب کا حصہ بھی بنائیں اور درسی کتب کا حصہ بھی بنائیں تو میرا خیال ہے کہ بچوں کو کتابیں بھی وقت پر مل سکیں گی اور یہ مسئلہ نہیں اٹھے گا۔ داخلوں کے

بارے میں بھی یہ شکایت ہے، سکولوں میں اور بالخصوص میٹرک پاس بچوں کو، first divisioners کو کالجوں میں داخلے نہیں ملے، اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن ان وجوہات کو بھی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ کالجوں کی تعداد بڑھانے کی ضرورت ہو تو وہ بڑھادی جائیں لیکن جو بچے تعلیم حاصل کریں اور اچھے نمبروں سے pass ہوں ان کو اپنی تعلیم آگے جاری رکھنے کے مواقع بھی ملنے چاہئیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ سب ساتھیوں نے تعلیم پر بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ میں سب کا مشکور ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ایک خاتون کی قرارداد پر بات ہو رہی ہے اور ہمیں امید کرنی چاہیے کہ خواتین جس میدان میں آتی ہیں اور تہیہ کرلیتی ہیں تو ان چیزوں کو یقیناً کامیابی سے ہمکنار کراتی ہیں۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بہت اچھی اور بہتر توجہ تعلیم پر مبذول کرائی ہے۔ میں زیادہ وقت تو نہیں لوں گا صرف یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے سب کچھ سن لیا، اتنے فیصد اور اتنے گھروں میں تعلیم، اتنے کالجوں میں تعلیم، اتنے قسم کی تعلیم، سارے ساتھی بول چکے ہیں، میں آپ کے سامنے اس سے ہٹ کر تھوڑی سی نئی بات رکھوں گا کہ یہ پھر پھرا کر تو وہاں آتی ہے کہ بات ہو گی پیسوں پر۔ اس کے بعد ہے منصوبہ، جیسے میرے ایک عزیز ڈاکٹر نے کہا کہ آپ ہمیں صاف پانی پلائیں گے تو تب تعلیم کی بات ہو گی۔ جب آپ ہمیں سہولتیں دیں گے تو تب ہو گی تعلیم کی بات۔ اب یہاں کوئی اس قسم کا سلسلہ نہیں ہے، ہمارا مقصد قطعی یہ نہیں ہے کہ ہم ہر چیز کی مخالفت کریں بلکہ اچھی چیز کی حمایت کرنا ہم اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔

ہمارے ملک کو پاکستان کہتے ہیں، میرے خیال میں ایک فیصد بجٹ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے۔ کچھ ساتھیوں نے یہ کہا کہ جی جب تک آپ scientific, technical اور انگریزی تعلیم حاصل نہیں کریں گے شاید آپ literacy rate میں شامل نہیں ہوں گے۔ ابھی ہم لوگ Belgium, France, Germany گئے تو مجھے وہاں جا کر بڑی حیرت ہوئی اور ہم یہاں سنتے تھے کہ انگریزی لازم ہے اور جو انگریزی جان لے گا تو اس کا کام چل جائے گا اور ہم جب وہاں پہنچے،

ان سے انگریزی میں بات کرتے تو چپ ہو جاتے' اشارے سے بات کرتے تو بتا دیتے تھے کہ یہ راستہ ہے یوں جاؤ۔ جب بعد میں ہمیں فرانسیسی کا ترجمان ملا تو انہوں نے کہا کہ یہ انگریزی سے نفرت کرتے ہیں۔ German کی اپنی زبان' فرانسیسی کی اپنی زبان' Dutch کی اپنی زبان ہے جب وہ اپنے مسائل حل کرتے ہیں اور ان کے اپنے scientists ہیں' وہ ہم سے ترقی یافتہ ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے ہیں' ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا ایک فیصد بجٹ اس پر خرچ ہوتا ہے' اس کے مقابلے میں 85 فیصد بجٹ کہیں اور جاتا ہے۔ عزت مآب! بات یہ ہے کہ ہم سارا دن یہاں روتے رہیں' ہم کبھی بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں جب تک آپ تعلیم میں پیسے زیادہ نہیں کریں گے۔ بلجیم جتنا چھوٹا ملک وہ اپنا 46 فیصد بجٹ تعلیم پر خرچ کرتا ہے' France 90 فیصد کرتا ہے' Germany 58 فیصد کرتا ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ یہ ایک فیصد ہے۔ جب تک آپ تعلیم کے لئے بجٹ کو نہیں بڑھائیں گے اور اس میں خاص کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ دینی تعلیم یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عزت مآب! میں کہتا ہوں کہ بڑا مسئلہ ہے' میری ایک ساتھی سے ملاقات کرائی گئی جن کا نام تھا سید محمد حسین' ٹوٹی پھوٹی اردو بول سکتا تھا' انہوں نے کہا یہ بڑا مذہبی آدمی ہے تو آپ کا تعلق بھی مذہبی جماعتوں سے ہے' اس لئے ہم آپ کی ملاقات کرا رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ مذہب کے متعلق کیا معلومات رکھتے ہیں' کہنے لگے only once a week ایک ہفتے کے اندر ایک آدھی ریل سن لیتا ہوں کس چیز کا' سورۃ فاتحہ کا جس کو سورۃ فاتحہ بھی نہیں آ رہی تھی' وہ کہتا تھا کہ سورۃ فاتحہ کا ایک ریل once a week میں سنتا ہوں۔ جناب! میں آپ کو کیا بتاؤں کہ جب آپ مذہب سے نکلیں گے' یہ یاد رکھیں کہ ہمیں مثال دی جاتی ہے کہ یہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا' نہ ادھر کے رہیں گے نہ ادھر کے رہیں گے۔ مذہب ساتھ لے چلیں' ایمان آپ کو کبھی بھی منع نہیں کرتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ نماز پڑھیں اور مذہب کی تعلیم دیں لیکن اس کے ساتھ اقتصادی تعلیم بھی ضروری ہے۔ یہ بات درست ہے' ہم اس کو accept کرتے ہیں لیکن اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ آپ مذہب کو چھوڑ دیں' اگر آپ مذہب کو چھوڑیں گے تو آئندہ آپ کے لئے پیچیدگی ہو گی یہ ترقی کبھی نہیں ہو گی' ہم ایک اندھے کنویں میں جا کر گریں گے۔ اس سلسلے میں مدارس کا کردار اتنا بڑا ہے کہ آپ ذرا تھوڑی سی توجہ دیں جیسے

میرے ساتھی نے بتایا 1.1 million میں تو کہتا ہوں کہ 18 لاکھ وہ لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، دنیا میں سب سے بڑا NGO مدارس عربیہ ہیں جن کو خوراک اور تعلیم اور ان کی اخلاقیات، میں challenge کرتا ہوں کہ آج تک کسی ایک مدارس عربیہ کے شاگرد نے بھوک ہڑتال نہیں کی۔ آج تک کسی ایک مدارس عربیہ سے for example کوئی مثال نہیں لے سکتے کہ اس نے قتل کیا اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ college اور university میں حال آپ کے سامنے ہے۔ میری مخالفت یہ نہیں ہے کہ قطع نظر اس کے میں اس چیز کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں کہ university میں پڑھیں، یقیناً پڑھیں لیکن آپ اپنے مذہب کو کبھی بھی نہ بھولیں اور مذہب کے ساتھ رہیں۔ مذہب کے ساتھ جائیں گے تو کامیابی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے ماہر تھے، ان کے تابعین سب سے بڑے اقتصادی ماہر تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم اپنی تعلیم کی طرف توجہ دیں گے اور مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہم جب اقتصادی تعلیم رکھیں گے تو یقیناً ہم دنیا میں سرخرو ہوں گے، سب سے بڑا آنکھ کا operation سب سے بڑا سائنسدان مسلمانوں میں ہوا ہے، وہ انگریزی دان نہیں تھا، وہ اپنی اس وقت کی زبان بولتا تھا لیکن انہوں نے اس وقت کی زبان میں ڈوب کر علم حاصل کیا تھا۔ ہم تو اب زبان کے کھوکھلے رہ گئے ہیں اور ہم نے شروع کر دیا ہے۔ مجھے سوائے تین ملکوں کے یا چار جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، ہندوستان شامل ہیں، ہم غلام ہیں، ہماری غلامانہ ذہنیت ہے۔ وہاں کی ساری traffic سیدھے ہاتھ پر چلتی ہے، European ممالک کی بھی، وہ کہتے ہیں کہ Kingdom کی یا UK کی کیوں تابعداری کریں، ہمارا اپنا ملک ہے۔ ہم ہیں کہ ہماری رات بھی شاید اس کے بغیر نیند نہیں آتی ہے کہ انگریزی ہو قطع نظر اس کے یہ میرا مقصد کبھی نہیں ہے کہ میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں۔ میں یہ کر رہا ہوں۔ آپ اس کو ثانیاً، ثالثاً زبان ضرور رکھیں لیکن آسان زبان میں پڑھائیں۔ جس طرح میرے ساتھی رضا محمد رضا نے کہا کہ آپ ان کی مادری زبان میں تعلیم کا انتظام کریں تو آپ کو سب سے بڑے سائنسدان ملیں گے۔ جب آپ ان کو تعلیم غیر کی زبان میں شروع کریں گے اور نوکروں کی زبان ان کو سکھائیں گے۔ آقا کوئی اور ہے اور آپ بتائیں گے کہ آپ نوکر ہیں۔ کبھی بھی وہ سائنسدان نہیں بن سکے گا۔ اگر بنے گا تو بہت کم۔ اس پر میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر، فوزیہ فخر الزمان صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، شکریہ، جناب چیئرمین! میری باتیں تو باقی ساتھی بول چکے ہیں لیکن ایک بات جس پر میں زور دینا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ سرکاری سکولوں کا معیار تعلیم بلند ہو تاکہ درمیانہ طبقہ کے لوگ اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم نہ دیں۔ پھر غریب ساری عمر غریب نہ رہے اس کو بھی خدا آگے بڑھنے کا کوئی موقع دے دے۔ سب لوگ طرح طرح کی باتیں کر گئے ہیں مگر میرا معاملہ الگ ہے۔ اگر میں اپنے گاؤں کے ہائی سکولوں کا نقشہ آپ کے سامنے کھینچوں تو High School for Boys میں استاد پاؤں میز پر رکھ کر خراٹے لیتے رہتے ہیں اور بچوں سے کہتے ہیں کہ انڈہ لاؤ، مرغی لاؤ، لکڑی اور گھی لاؤ۔ جب وہ نہیں لاتے تو ان کو مار کر کونے میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ اس طرح لڑکیوں کے سکول میں جب بچیاں جاتی ہیں تو وہ سکول چھوڑ کر واپس آتی ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ سکول کو کیوں چھوڑا؟ تو وہ کہتی ہیں کہ بی بی اگر نوکری ہی کرنی ہے تو آپ کی کیوں نہ کریں۔ وہاں پر استانیاں سارا دن ہم سے جھاڑو دلواتی ہیں، سر میں تیل ڈلواتی ہیں، کپڑے اور برتن دھلواتی ہیں۔ یہ ہمارے گاؤں کا حال ہے کہ جب ان کا سینٹر بدل دیں تو بچے میرے دروازے پر کھڑے ہوکر رو رو کر خوشامد کرتے ہیں کہ بی بی ہمارا سینٹر بدل گیا ہے آپ اسے واپس کرائیے۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیوں اتنے پریشان ہو رہے ہو تو کہنے لگے کہ ہمارے استاد اس سینٹر میں ہمیں نقل لگانے میں help کرتے ہیں۔ دوسرے سینٹر میں ہم جائیں گے تو سارے کے سارے فیل ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ بچو ایک دفعہ فیل ہو ہی جاؤ تو اچھا ہے تاکہ تم اگلی دفعہ اپنی محنت سے پاس ہو جاؤ۔ تو یہ ہمارے حالات ہیں۔ مہربانی فرما کر استادوں کی تنخواہ بڑھائیے تاکہ وہ بھیک مانگنے سے باز آ جائیں۔ ہمارے بچے اتنے غریب ہیں اور انہوں نے خود یہ چیزیں کبھی نہیں دیکھی ہیں تو وہ استادوں کو کہاں سے لا کر دیں گے۔ Thank you.

Mr. Presiding Officer: The last speaker on this motion is Syed Murad Ali Shah.

سینیٹر سید مراد علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب چیئرمین! باتیں بہت ہو گئی ہیں اور اچھی اچھی باتیں ہو گئی ہیں۔ مزید میں زیادہ نہیں کہوں گا لیکن تعلیم کا ایک نظریہ ہوتا ہے۔ ہر ایک ملک تعلیم دیتا ہے تو اس کے لئے ایک نظریہ ہوتا ہے۔ پاکستان کا بھی ایک نظریہ ہے اور وہ قرارداد مقاصد کی صورت میں یہاں موجود ہے۔ ہر وہ تعلیم جو اس Objectives Resolution کے خلاف ہوگی وہ تعلیم نہیں ہوگی۔ ہماری تعلیم کو Objectives Resolution کی روشنی میں یہاں جاری کرنا چاہیے۔ ہر وہ چیز جو اس سے متصادم ہو وہ ultra Constitutional ہے اس کو بند کر دینا چاہیے۔ اس کے علاوہ تعلیم کے اندر جو مختلف قسم کے مدارج ہیں یعنی کوئی زیادہ پیسے والا، کوئی کم پیسے والا اور اس وقت سب سے زیادہ lucrative industry جو ہے وہ تعلیم ہے۔ اس نظریے کو ختم کر دینا چاہیے۔ مسلمانوں نے تعلیم کو عام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عربی) کہ میں خود ایک معلم کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہوں اور ہم نے ہر ایک کو تعلیم دی۔ سپین سے ہم نے یورپ کو اس کی dark ages کو ختم کیا لیکن یہاں جب انہوں نے تعلیم دی تو انہوں نے separation of knowledge شروع کیا۔ نیوکلئر سائنس ایک knowledge ہے، اس نظریے کو اور اس چیز کو انہوں نے separation دی۔ جیسے براہمن شودر کے کان میں سیسہ ڈال دیتا تھا تاکہ وہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ تو میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نظریہ جو ہے وہ تعلیم کی بنیاد ہونی چاہیے۔

یہاں بات زیادہ یہ ہوگئی ہے کہ ہمارے تعلیم کو اب آغا خان کے حوالے کیا جا رہا ہے جن کا اس تعلیم سے اور اس نظریے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قاضی صاحب بھی اب یہ کر رہے ہیں وہ جو سوالنامہ ہے خود ہم نے دیکھا ہے۔ جو یہاں circulate کر رہا ہے۔ جو اس نظریئے کے سخت خلاف ہے۔ اور اس طرح قاضی صاحب کی ابھی نئی کتاب آئی ہے امریکہ کی ghost war۔ اس میں ان کا کافی ذکر ہے۔ امریکنوں نے ان کے کردار کو بڑا پسند فرمایا ہے۔ اس طرح جب تک ہمارا نظریہ تعلیم نہ ہوگا تعلیم کس لئے؟ تربیت کس لئے؟ اس کے لئے ہمیں بورڈ مقرر کرنا چاہیے۔ اور وہ ہمارے آئین میں مقرر ہوچکا ہے۔ کہ وہ Objectives Resolution میں لکھا ہوا ہے۔ ہر وہ تعلیم ہر وہ چیز جو اس سے انحراف کرے گی وہ تعلیم نہیں ہوگی وہ بے تعلیمی ہوگی اور اس طرح ہماری تعلیم کو خراب کیا جا رہا ہے۔ اور ایک ایسی nation کو build up کیا جا رہا

ہے جو اس آئین کے خلاف ہوگی ۔ اور اس کو آہستہ آہستہ یا معتدل کہیں یا منافق کہیں یا جو بھی کہیں luke warm کہیں ایسی چیز پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ ہماری تعلیم پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے ۔ ہماری آئندہ نسل کو خراب کیا جا رہا ہے ۔ اس لیے ہم تمام کی یہ ذمہ داری ہے کیوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے سامنے ہم جوابدہ ہیں کہ اس آئین کو، اس ملک کو، اس قانون کو، اس ملک کی آئندہ نسل کو مغربی یلغار سے بچائیں اور اللہ اور رسول کا پیغام جس طرح ہے اس طرح ان کو زندہ رہنے کے لئے ان کو سہولت مہیا کریں ۔ اور ان کو اپنے راستے سے deviate نہ کریں ۔ شکریہ ۔

Mr. Presiding Officer: Finally, the Education Minister to conclude the debate on this motion.

Lt. Genl. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, although today's debate was concerned with literacy but it has been enlarged to cover the total sector of education and some points which were not even relevant to education. However, I think, it gives me an opportunity to clarify some misunderstandings and also some doubts that people have tried to create. I would like to start by saying first that it was said that there is no education policy. Sir, the education policy was formulated in 1998. We are following the same policy which goes on from 1998 to 2007. It was said that there is no continuity. It was formulated by the previous regime in fact previous to the previous regime, and there has been no change in that education policy till today. A mid-term review is now due which we will undertake but we have continued with that education policy which was formulated in 1998.

Sir, the literacy rate is 54 % as projected. Now, it was again said

that even it is 44 % and so on forty four per cent is proven by the census of 1998. Beyond that, since there has been census, it was taken that it has increased by 2% every year based on the number of new schools that have been created. However, the report that was mentioned does not accept this because they say you must carry out a census. Now, you cannot carry out a census, it is a very expensive exercise. Census is done every ten years So, next census is due in 2008. The other alternative is to carry out a survey and base your projections on that. We are going to demand money from the Government to carry out the census because our projected figures are no longer being accepted by UNESCO and World Bank that is the report that was probably referred to.

Sir, it was said that we need to make education compulsory. Yes, education upto primary level has been made compulsory by all the provinces and Islamabad territory except Balochistan. Now, if Balochistan Government has not done it, I would suggest to my friends from Balochistan that they should ask their Provincial Government to do so because under the law, it is supposed to be made compulsory. There has been a very high drop out rate. Yes, it has been, because of certain reasons, because mainly the girls, girls have very high drop out rate. To stop that there are certain programmes which have been ongoing, which consist of giving money to girls. World Food Programme has launched a programme in 28 districts which gives oil to the girls that will not drop out and which will continue to get education. They get some oil every month just as an incentive so that the drop out rate is not done. This drop out is

mainly because of poverty and also because of lack of faith in getting education.

Why is there lack of faith. The lack of faith is there because so far we have been getting mostly purposeless education. If the education is not demand oriented, if it is not economy oriented, I am afraid then there is no further utilizationof the people who get that purposeless education. Today we are having Graduates and Masters in subjects for which there is no demand in the market. So, obviously people are discouraged from getting education but if we had gone for technical education, there is no technical graduate which is without job. So, the need is to reorient our priorities as far as education is concerned. In the advanced countries like Germany, Austria, Korea, Japan and so on almost 75% of the children after high school go to technical schools. They don't go for college education. Over here it is the reverse. One reason is because we don't have sufficient technical schools. Yes, the need is accepted. We are making a programme. We are going to the government with a programme demanding that technical schools upto Tehsil level be set up in all provinces including Balochistan. Once we get that funding, ofcourse, the provincial governments would be running these schools but we are piloting this project so that we give these possibilities to our children to take technical education so that they can get jobs. It was said that the teachers are not trained, yes sir, again true. Our teachers need training. Hundered million dollars worth programme has been launched for teachers training. The teachers training is going on at a very rapid pace because

we want trained teachers only then we will be able to produce quality education but then we also have to raise the pay of the teachers so that we get basically quality people otherwise giving teachers training to people who are not well qualified or who are not of a sufficient standard again would not solve the problem.

So, to the Pay Committee we are going to ask for increase in the salaries of the teachers coupled with the basic education. The basic education for a teacher has to be raised. Today a matriculate is appointed as a teacher. I am afraid, except for very remote villages where there is difficulty to find anybody even matriculate, in other places today we are having sufficient number of people who are beyond matriculation, who are either intermediate qualified or in some cases even graduates are available in the villages. It was said that we are funding NGOs and they are not doing the proper jobs. Sir, the Government does not fund any NGO at all. They are being funded by different programmes of UN agencies or donor countries. However, we are setting up a system that the performance of the NGOs should be monitored and they should also be certified because there are fake NGOs. There are NGOs who have not delivered. We would like to have accountability of these NGOs as to what they are actually doing. It was recommended that the education budget is too less and some fantastic figures were quoted that in Germany it is 18%, in France it is 19% this and that. Sir, the recommended percentage of GDP for education by UNESCO and the World is 6% and there are few countries who have it above 6%. Mainly these are those countries which

have no threats to their integrity. In our case we have a very difficult geo-political situation and we have threats across the borders. So, obviously, our education budget has to also take its own place but I agree it is less. 2% is too meagre. We are demanding 4%. We are asking for the education budget to be doubled. If we get that I think, we will be able to very rapidly multiply the schools available particularly in the rural areas and particularly for the girls. Skill training should be integrated. I have already mentioned that it is the skill without which people will not get jobs. Some of the measures I will like to list out. There is a national plan of action 2001 to 2015 which aims to raise the literacy rate to 86%. This plan is under implementation and although I am afraid the progress is slow because of lack of response as I said the faith in the education being used for economic vehicle has to be restored. If we can do that, the rate will catch up and if we can reduce our population explosion, the rate will catch up.

Sir, there is a programme for Non-formal Basic Education Community School Pojects; 8977 schools are functioning under it and we aim to take it to 43000 schools, which are being made with the participation of the community itself so that the community is the owner.

Girls Primary Education Development Programme; 880 Model Schools have so far been set up and we aim to put up another 1790 schools. Adult Literacy Center: 13277 centers are functioning today. However, I agree with somebody who pointed that we should put more emphasis on the younger generation as compared to adults who are on

their way out and who may not be useful economic participants in the national life. NCHD has set up 1960 centers in 17 Districts. They have been asked to enlarge this programme to cover other Districts and we hope to increase from 52000 current enrollments to at least one and a half lac in next three years.

Sir, free education has been already announced in the Punjab, in NWFP, in Islamabad Capital Territory upto Matric. In Sindh, it is being gradually done. However, I would again request that Balochistan Government should also do it. It is all provincial. Let me point out, sir, that although lot of points were given that the schools are not functioning well, teachers are absent and so on. Sir, I like to point out that it is provincial subject. Monitoring and enforcement is provincial. So, if there is any lack in one of the provinces or some places, I suggest, it is the provincial government that should be addressed. However, on our part, we will remind the provincial governments.

Education Sector Reforms: Rs. 100 million have been earmarked and teachers training is being undertaken with that programme. 350 community schools have been established in FATA for nonstandard education by the National Education Foundation at a cost of Rs. 39 million, that is a special incentive for the people where community has been involved.

Sir, I like to now point out a few misunderstandings and what I would say is, lot of blame throwing was also done. One, I'ld like to point out, sir, that patriotism is not prerogative of some people only, we are as

patriotic as any one of them. If somebody has written something in the book, it does not mean, damn all for me, as far as I am concerned, Pakistan is our country, we will do everything for Pakistan and no other country.

Let me also point out regarding the Agha Khan things that was said. First of all, yes, a questionnaire was distributed. It was given to me, I checked up, it was correct that this questionnaire was distributed but it was a UNICEF programme regarding spread up aids and the programme was launched by the Ministry of Health in conjunction with UNICEF. However, since it came to schools, yes, it was brought to my notice, I took it up with Agha Khan Foundation because what they did was that the questionnaire which was distributed in the rest of the world without expunging some of those questions which are not relevant to our society, they distributed it to the children. They apologized for it, they withdrew that questionnaire and they have promised that such mistakes will not occur in future. So, I like to point out again that it was said that we took no action, we took action and they apologized for it.

Secondly, that, we are handing over education to Agha Khan Foundation. Sir, just by allowing them to take exam does not mean we are handing over education. Let me point out some basic facts for the education of those who are carrying out some malicious propaganda against the Government. First of all Agha Khan School System, they have only been allowed to set up an exam board, nothing else. That is, they can take an examination of those schools who will voluntarily opt to affiliate with Agha Khan just as they do with British Council.

No. 2, no Government school will be allowed to affiliate with them. This permission is for private schools. To say that Government has handed over, no, sir, we have not handed over. Government schools will continue to affiliate, remain affiliated with their own boards and our own boards will continue to take their exams.

No. 3. Agha Khan Foundation's exams will not alter anything in the syllabus or in the curriculum. Curriculum will be the national curriculum formulated by the Ministry of Education and they will take exam only out of the same curriculum. So, let me set your doubts addressed, we have done nothing of the sort that is being alleged and for which the student body of a political party is crying hoarse without checking up the facts.

Let me also talk a little about *Madaris*. It is said that we are asking the *Madaris* to do something which is not correct. What are we asking? we are asking the same thing which I am glad, one of the members from the other side pointed out that alongwith D*eeni* education we must have scientific education. If you want to live in this world today, if you want to progress, it is the world of science and technology. All we are asking is, you are doing a wonderful job giving religious education. We are not closing down any *Madrasa*. We are saying please add to your curriculum science subjects for your students who will come out with a better chance of earning their living, once they are out of the schools. Is that something heresy that we are talking? What were the *Madaris* who produced the scientists in Islam? Those *Madaris* taught Chemistry, they

taught Mathematics, that is why people who studied in those *Madaris* came out to be excellent Mathematicians and excellent chemists that we talk of even today. They were the products of the *Madaris* but those *Madaris*, I am affraid, were not the same as the *Madaris* that you are talking about because except for those *Madaris* who are, and let me say again out of these 13000 *Madaris* which are existing in Pakistan today, more than 50% already have formal education in them and some of them are doing an extremely good job. In fact, in the board examination some of the toppers were from the *Madaris* and we accept and acknowledge that but sir, let us not oppose, government has earmarked funds to help you, these are Pakistani funds. There was a propaganda, these are American funds. No, sir, we have not taken a single penny from the Americans for this reform. It is the Government of Pakistan to set this money so that those *Madaris* who voluntarily opt, who voluntarily register will be helped in introduction of English, Mathematics, Science and so on in their curriculum.

Now let me also clarify regarding the English language. Sir, some basic texts were given wrong. *Hindi* is not compulsory in India. Southern India does not accept Hindi as the medium of its structure. It was rejected at the very outset when Nehru enforced it and they changed. English is compulsory from class one upward that is why all of us have seen on the T.V. you see the Indians, how well they speak English because it is compulsory from class one upward.

Science, they have beaten us, I said that. Everywhere Indian

scientists today, you find in all universities because we did not give priority to science and technology. I agree to the contention that in mother tongue you make better progress.

Sir, what has Malaysia done? It is an example for us. Malaysia has got three communitie: Malays, Chinese and Indians. They have education in their own languages in their schools but English is compulsory from class one upward and Science and Mathematics are compulsory to be taught in English in all those schools. That is also a muslim country. Why are they doing it? Because today all the scientific knowledge is available in English language. Why should we deprive our people? We are so proud of our scientists. All this nuclear technology, all this missile technology, in what language have we gained it? It was these people trained in English, this entire scientific knowledge is in English. English is today not laughed at or not to be rejected just because it is the language of the British. Sir, it is an internationl language. If we want to be part of the global village that we are talking of then we have got to adopt the English otherwise world is not going to wait for us. We will be left out of this race. We will be delegated probably even lower than the position that we already have.

So, it is to take our nation forward and we need to learn this language even Germans have made it compulsory, it was wrongly said, the Germans not. Germans as second language today, all of them study English. In China they have got it as their second language now. Look at the amount of Chinese go to the language institute over here in Islamabad.

It is next door, bulk of the Chinese students are learning English, more than 80% of them. They are even sending the amount to Pakistan to learn English.

Sir, we can teach our children English ourselves. Why should we deprive them of this privilege. It is one thing to be emotional and other thing is to be rational and practical and learn to live in this world. Private Schools: Sir, private schools are regulated by the provinicial governments. In Islamabad Capital Territory, Federal Ministry would regulate them but let me point it out that they are doing a very useful role of filling the gap where the government schools cannot meet the need. Once we have more education budget, we can establish more schools. Perhaps there would be no need for having so many private schools but since we do not have them at present, the need of education and demand of the parents is being met by the private schools. We need to regulate their fee structure. Agreed, but it has to be done by mutual consent because if they are closed down, I am afraid our children will be deprived of education.

It was said that Air War College budget alone is more than the entire education budget of Balochistan. Absolutely incorrect. Air War College gets no budget from the Ministry or the Government of Pakistan. It is out of the Defence budget of the Air Force itself that they run their Air War College. So again its incorrect.

Gawader: Sir, I pointed out that we are setting up a technical training institute at Gawader but in the meantime 150 children from Gawader are being trained by our Ministry in NISTE institute at Islamabad.

They have been brought, we are bearing the expense so that these children are given technical training.

I have already addressed the Federation of Chamber of Commerce on this issue and I have told them wherever you have industry, please set up a technical institute to train the children. That was the point which my friend from accross made that the industries do not have technical training where they are located. They should have a technical institute so that the locals are trained in those skills and they can get job and we are motivating them to do so. We can't make it compulsory.

Sir, teachers are not available. In Balochistan, we are lagging behind in education. Schools are there and teachers are not there. I am afraid it will take time before the teachers are made up but this resulted from a policy decision of 1973 when the then Government of Balochistan threw out the teachers from other provinces and till today they have not been able to make up that deficiency. I suggest until that deficiency is made up there are sufficient number of teachers available and they should be accepted from other provinces.

Lastly sir, I like to thank Mrs. Razina Alam because I think it has been a very useful debate. We have got a lot of ideas from both sides of the House and I assure the House that we are as serious about education as anyone of you because it is the future of our children. We also have to live in this country but once again I request that doubts, aspersions should not be cast without any rationality, without any reason. One should study facts before talking these things. Rest assured, we take your

views very seriously and we will try to implement whatever is possible within the financial constraints that we face. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. It concludes item No. 2 and what is the sense of the House. Should we adjourn it? Yes please.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب بہت اچھی تقاریر ہوئی ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہمارے bill pending ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں کہ اس طرح پورا وقت ضائع ہو جائے گا اور یہ میرا خیال ہے یہ قیامت تک بھی نہیں آسکیں گے۔ کوئی نہ کوئی طریقہ تو ایسا ہونا چاہیے کہ جس میں یہ تمام چیزیں cover ہوسکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: غالباً دفتر کے پاس طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ایک turn پر bills لیتے ہیں، دوسری turn پر resolutions کو priority دیتے ہیں، تیسری turn پر وہ ---

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: آج تک کوئی bill نہیں آیا، اتنا زیادہ ہوگیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: bill take up کریں گے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں اگر sense of the House ہے تو ابھی آپ bills take up کریں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابھی دو items in between ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ آئندہ کے لئے ایسا کرلیں کہ bills کو پہلے لے آئیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! پہلے یہ House Advisory Committee میں طے کرلیں کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ bills take up ہوں اور ان پر کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو اور جو bills کمیٹیوں کے سپرد ہونے ہیں، وہ انہیں کئے جائیں اور جنہیں House میں take up کرنا چاہتے ہیں، وہ کریں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میری تجویز ہے کہ اگر گورنمنٹ کے پاس business کم ہے تو اس ہفتے میں ایک Private Members Day رکھ لیا جائے۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): اس ہفتے کافی کام ہے، کافی business ہے، لیکن

یہ تجویز کہ آئندہ bills کو پہلے لے لیا جائے، میرا خیال ہے کہ یہ اچھی تجویز ہے۔

Mr. Presiding Officer: I think, next time, bills will be taken up on priority No 1. Now the House is adjourned for tomorrow to meet at 4.15 P.M.

[The House was then adjourned to meet again at 4.15 P.M in the evening on Tuesday, December 7th, 2004]